قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 18 جولائی 2022ء | 18 ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 18 وفا 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 146

فرمانِ رسولؐ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو خیبر کے دن نصیحت فرمائی:
اللہ کی قسم! اگر اللہ تمہارے ذریعہ سے ایک آدمی کو (بھی) ہدایت دے دے، تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل علی بن ابی طالب)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

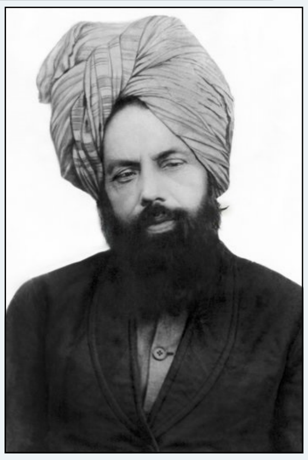

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک واقفِ زندگی کے لئے فرماتے ہیں کہ سفر کے شدائد اٹھا سکیں

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 684 ایڈیشن 1988ء)

• آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایسے قانع اور جفاکش تھے کہ بعض اوقات صرف درختوں کے پتوں پر ہی گزارہ کر لیتے تھے…

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 682 ایڈیشن 1988ء)

• یہ مدرسہ اشاعتِ اسلام کا ایک ذریعہ بنے اور اس سے ایسے عالم اور زندگی وقف کرنے والے لڑکے نکلیں جو دنیا کی نوکریوں اور مقاصد کو چھوڑ کر خدمتِ دین کو اختیار کریں…

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 618 ایڈیشن 1988ء)

• میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اُسے سُنے یا نہ سُنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے۔ اور حیاتِ طیّبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے۔ اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اُس کی رُوح بول اٹھے اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (البقرہ: 132) جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔

پس تُم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اِس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 100 ایڈیشن 1984ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَمَا کَانَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لِیَنۡفِرُوۡا کَآفَّۃً ؕ فَلَوۡلَا نَفَرَ مِنۡ کُلِّ فِرۡقَۃٍ مِّنۡہُمۡ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّہُوۡا فِی الدِّیۡنِ وَلِیُنۡذِرُوۡا قَوۡمَہُمۡ اِذَا رَجَعُوۡۤا اِلَیۡہِمۡ لَعَلَّہُمۡ یَحۡذَرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾

(التوبہ: 122)

ترجمہ: مومنوں کے لئے ممکن نہیں کہ وہ تمام کے تمام اکٹھے نکل کھڑے ہوں۔ پس ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ان کے ہر فرقہ میں سے ایک گروہ نکل کھڑا ہوتا کہ وہ دین کا فہم حاصل کریں اور وہ اپنی قوم کو خبردار کریں جب وہ ان کی طرف واپس لوٹیں تاکہ شاید وہ ہلاکت سے بچ جائیں۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

جماعتیں مبلغین اور مربیان کا مطالبہ کرتی ہیں تو پھر واقفین نَو کو جامعہ میں پڑھنے کے لئے تیار بھی کریں۔ کینیڈا اور امریکہ میں اس وقت پندرہ سال سے اوپر تقریباً آٹھ سو واقفین نو ہیں۔ اگر ان کو تیار کیا جائے تو اگلے دو سال میں جامعات میں داخل ہونے والوں کی تعداد خاصی بڑھائی جا سکتی ہے۔ صرف مربی مبلغ کے لئے نہیں بلکہ جامعہ میں پڑھ کے، دینی علم حاصل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مختلف زبانوں میں تراجم کے لئے بھی تیار کئے جا سکتے ہیں۔ ان کو جامعہ میں پڑھانے کے بعد مختلف زبانوں میں سپیشلائز بھی کرایا جا سکتا ہے۔ پھر جو جامعہ میں نہیں آ رہے، وہ بھی زبانیں سیکھنے کی طرف توجہ کریں اور زبانیں سیکھنے والے کم از کم جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بھی فرمایا تھا اور یہ ضروری ہے کہ تین زبانیں اُن کو آنی چاہئیں۔ ایک تو اُن کی اپنی زبان ہو، دوسرے اردو ہو، تیسرے عربی ہو۔ عربی تو سیکھنی ہی ہے، قرآنِ کریم کی تفسیروں اور بہت سارے میسر لٹریچر کو سمجھنے کے لئے۔ اور پھر قرآنِ کریم کا ترجمہ کرتے ہوئے جب تک عربی نہ آتی ہو صحیح ترجمہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اور اردو پڑھنا سیکھنا اس لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے ہی اس وقت دین کا صحیح فہم حاصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آپ کی تفسیریں، آپ کی کتب، آپ کی تحریرات ہی ایک سرمایہ ہیں اور ایک خزانہ ہیں جو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر سکتی ہیں، جو صحیح اسلامی تعلیم دنیا کو بتا سکتی ہیں، جو حقیقی قرآنِ کریم کی تفسیر دنیا کو بتا سکتی ہیں۔ پس اردو زبان سیکھے بغیر بھی صحیح طرح زبانوں میں مہارت حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایک وقت تھا کہ جماعت میں ترجمے کے لئے بہت دِقّت تھی، دِقّت تو اب بھی ہے لیکن یہ دِقّت اب کچھ حد تک مختلف ممالک کے جامعات کے لڑکے ہیں اُن سے کم ہو رہی ہے یا اس طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔

(خطبہ جمعہ 18 جنوری 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- جوشِ صداقت (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز
- زمین ہموار کی گئی پر اعتراض

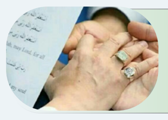

دربارِ خلافت

خدا کی راہ میں خرچ کرنا ایک مومن کے لئے انتہائی ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اگلی بات جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں، وہ افرادِ جماعت پر چندوں کی اہمیت واضح کرنا ہے۔ یاد رکھیں اور یہ بات عموماً میں سیکرٹریانِ مال سے کہا بھی کرتا ہوں کہ لوگوں کو یہ بتایا کریں کہ چندہ کوئی ٹیکس نہیں ہے بلکہ اُن فرائض میں داخل ہے جن کی ادائیگی کا اللہ تعالیٰ نے قرآنِ شریف میں متعدد جگہ حکم فرمایا ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ وَاسۡمَعُوۡا وَاَطِيۡعُوۡا وَاَنۡفِقُوۡا خَيۡرًا لِّاَنۡفُسِكُمۡ ؕ وَمَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا يُّضٰعِفۡهُ لَـكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ﴿۱۸﴾ (التغابن: 17-18) پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس حد تک تمہیں توفیق ہے اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور جو نفس کی کنجوسی سے بچائے جائیں تو یہی ہیں وہ لوگ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کو قرضہِ حسنہ دو گے تو وہ اسے تمہارے لئے بڑھا دے گا۔ اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا يُّضٰعِفۡهُ لَـكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ وہ اُسے تمہارے لئے بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت قدر شناس اور بردبار ہے۔

پس ان آیات سے واضح ہے کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنا ایک مومن کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں جو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور فرمایا کہ تمہارا خدا کی راہ میں خرچ کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو قرض دیا ہے اور اللہ تعالیٰ وہ ہستی ہے جو بندے کو اُس کی قربانی کے بدلے میں کئی گنا بڑھا کر لوٹاتی ہے۔ اور لوگ ایسے متعدد واقعات مجھے لکھتے ہیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کی راہ میں چندہ دیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں کئی گنا بڑھا کر لوٹا دیا۔ اس بارے میں کئی دفعہ مَیں مختلف واقعات بھی بیان کر چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے اور بے نیاز ہے، اُس کو ہمارے پیسے کی ضرورت نہیں۔ اصل میں تو ہمیں پاک کرنے کے لئے ہمارے اطاعت کے معیار دیکھنے کے لئے، ہمیں تقویٰ کی راہوں کی تلاش کرتا دیکھنے کے لئے، ہمارے مال کی قربانی کے دعویٰ کے معیار کو دیکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اُس کی راہ میں خرچ کرو، اُس کے دین کے پھیلانے کے لئے، بڑھانے کے لئے خرچ کرو۔

پس ہر احمدی کو اس روح کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم چندہ کیوں دیتے ہیں؟ اگر کسی سیکرٹری مال یا صدر جماعت کو خوش کرنے کے لئے، یا اُس سے جان چھڑانے کے لئے چندہ دیتے ہیں تو ایسے چندے کا کوئی فائدہ نہیں۔ بہتر ہے نہ دیا کریں۔ اگر دوسرے کے مقابل پر آ کر صرف مقابلے کی غرض سے بڑھ کر چندہ دیتے ہیں تو اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ غرض کہ کوئی بھی ایسی وجہ جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے علاوہ چندہ دینے کی ہو، وہ خدا تعالیٰ کے ہاں ردّ ہو سکتی ہے۔ پس چندہ دینے والے یہ سوچیں کہ خدا تعالیٰ کا اُن پر احسان ہے کہ اُن کو چندہ دینے کی توفیق دے رہا ہے، نہ کہ یہ احسان کسی شخص پر، اللہ تعالیٰ پر یا اللہ تعالیٰ کی جماعت پر ہے کہ وہ اُسے چندہ دے رہے ہیں۔ پس ہر چندہ دینے والے کو یہ سوچ رکھنی چاہئے کہ وہ چندے دے کر خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ الٰہی جماعتوں کے لئے مالی قربانی انتہائی اہم چیز ہے۔ اس لئے مَیں نے تمام جماعتوں کو یہ کہا ہے کہ نومبائعین اور بچوں کو وقفِ جدید اور تحریکِ جدید میں زیادہ سے زیادہ شامل کرنے کی کوشش کریں، چاہے ایک پیسہ دے کر کوئی شامل ہوتا ہو، تا کہ اُنہیں عادت پڑے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے ہوں۔ چندوں کی اہمیت کے بارے میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے، اسی واسطے علم تعبیر الرّؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اُس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اُس سے مراد مال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتّقاء اور ایمان کے حصول کے لئے فرمایا: لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (آل عمران: 93) حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک تم عزیز ترین چیز نہ خرچ کرو گے کیونکہ مخلوقِ الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے اور ابنائے جنس اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدُوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جبتک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔ دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شے ہے اور اس آیت میں لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔ پس مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کی زندگی میں للّٰہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضرورت بیان کی اور کُل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے‘‘

(ملفوظات جلد1 صفحہ 367-368 ایڈیشن 2003ء)

(خطبہ جمعہ 16/ اگست 2013ء)

جوشِ صداقت

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دِل میں آتا ہے مِرے سَو سَو اُبال

آنکھ تر ہے دِل میں میرے درد ہے
کیوں دِلوں پر اِس قدر یہ گرد ہے

دِل ہوا جاتا ہے ہر دم بے قرار
کِس بیاباں میں نکالوں یہ غبار

ہوگئے ہم درد سے زیر و زبر
مَر گئے ہم پر نہیں تم کو خبر

آسماں پر غافلو اِک جوش ہے
کچھ تو دیکھو گر تمہیں کچھ ہوش ہے

ہوگیا دیں کفر کے حملوں سے چُور
چُپ رہے کب تک خداوندِ غیور

اِس صدی کا بیسواں اب سال ہے
شرک و بدعت سے جہاں پامال ہے

بدگماں کیوں ہو خدا کچھ یاد ہے
افترا کی کب تلک بنیاد ہے

وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اِک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس

لعنتی ہوتا ہے مَردِ مفتری
لعنتی کو کب ملے یہ سروری

(اعجازِ احمدی صفحہ 32 مطبوعہ 1902ء)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15/ جولائی 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

حضرت ابوبکرؓ نے اِس ملک گیر فتنہ کا جس منصوبہ بندی اور سُرعت کے ساتھ قلع قمع کیا وہ آپؓ کی اعلیٰ صلاحیتوں کا آئینہ دار ہے اور صاف نظر آتا ہے کہ کس طرح قدم قدم پر آپؓ کو الٰہی تائید ونصرت حاصل تھی، ایک سال سے بھی کم مدت میں فتنۂ ارتداد اور بغاوت پر قابو پالینا، سرزمین عرب پر اسلام کی حاکمیت کو دوبارہ قائم کر دینا، ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد مسلمانوں کی مرتد باغیوں کے خلاف کندہ اور حضرموت کے علاقوں میں کی جانے والی کاروائیوں کی بابت مزید ارشاد فرمایا! صنعاء میں جب حضرت مُہاجر رضی اللہ عنہ کو استقرار حاصل ہوگیا تو آپؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بذریعہ خط اپنی کاروائیوں سے مطلع کیا۔

حضرت مُہاجر رضی اللہ عنہ کو حضرت عکرمہؓ سے جاملنے کا حکم ملا

پھر دونوں کو مِل کر حضرموت پہنچنے، زیادؓ بن لبید کا ساتھ دینے اور اُن کو اُن کے عہدہ پر باقی رکھتے ہوئے حکم فرمایا! تمہارے ساتھ مِل کر جو لوگ مکہ اور یمن کے درمیان جہاد کرتے رہے ہیں اُنہیں لَوٹنے کی اجازت دے دو سوائے اِس کے کہ وہ بذات خود جہاد کو ترجیح دیں۔ عکرمہؓ کو حضرت ابوبکرؓ کا خط موصول ہوُا تو وہ مَہرہ سے نکلے اور اَبْیَن (یمنی بستی) میں قیام پذیر ہو کر حضرت مُہاجرؓ کا انتظار کرنے لگے۔

مرتدین قبیلہ کندہ کے خلاف کاروائیوں کا پس منظر از تاریخ طبری

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور وصولیٔ زکوٰۃ کا وقت آیا تو زیادؓ نے لوگوں کو اپنے پاس بلایا، بنو ولیعہ (اہل کندہ) نے کہا! تم نے جیسا کہ رسول اللہؐ سے وعدہ کیا تھا اموال زکوٰۃ ہمارے پاس پہنچا دو تو اُنہوں نے کہا! تمہارے پاس باربرداری کے جانور ہیں، اِنہیں لاؤ اور اپنے اموال زکوٰۃ لے جاؤ۔ اُنہوں نے خود ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور کندی اپنے مطالبہ پر مُصر رہے، اُن کا طرز عمل متذبذب ہوگیا نیز زیادؓ، مُہاجرؓ کے انتظار میں اُن کے خلاف کوئی کاروائی کرنے سے رُکے رہے۔ حضرت مُہاجرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے اول الذکر ارشاد پر عمل کیا، وہ صنعاء سے جبکہ عکرمہؓ اَبْیَن سے حضرموت کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور مآرب مقام پر دونوں مِل گئے۔

جب کندی حضرت زیادؓ سے خفاء ہو کر واپس چلے گئے

آپؓ نے بنو عَمرو سے زکوٰۃ کی وصولی اپنے ذمہ لے لی، کندہ کے ایک نوجوان نے غلطی سے اپنے بھائی کی اونٹنی زکوٰۃ کے لئے پیش کر دی تو آپؓ نے آگ سے داغ کر اُس پر زکوٰۃ کا نشان لگا دیا۔ جب اِس لڑکے نے غلطی کا اظہار کرتے ہوئے اونٹنی بدلنے کا کہا تو آپؓ اِسے بہانہ بازی سمجھتے ہوئے راضی نہ ہوئے، اِس پر اونٹنی دینے والوں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں اور ابو سمیط کو مدد کے لئے پکارا۔ ابو سمیط نے جب حضرت زیادؓ سے اونٹنی بدلنے کا مطالبہ کیا تو آپؓ اپنے مؤقف پر مُصر رہے، ابو سمیط کو غصہ آیا اور اُس کے زبردستی اونٹنی کھولنے پر آپؓ کے ساتھیوں نے ابو سمیط اور اُس کے ساتھیوں کو قید اور اونٹنی کو بھی قبضہ میں لے لیا۔ ایک دوسرے کو مدد کے لئے پکارنے پر بنو معاویہ (بنو حارث بن معاویہ اور بنو عَمرو بن معاویہ قبیلہ کندہ کی شاخیں) ابو سمیط کی مدد کے لئے آگئے نیز حضرت زیادؓ سے اپنے ساتھیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا لیکن آپؓ نے اُن کے منتشر ہونے تک ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جب یہ لوگ منتشر نہ ہوئے تو آپؓ نے حملہ کر کے اُن کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور کچھ لوگ وہاں سے فرار ہوگئے۔ آپؓ نے واپس آ کر اُن کے قیدی بھی رہا کر دیئے مگر اُن لوگوں نے لَوٹ کر جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ چنانچہ بنو عَمرو، بنو حارث، اشعث بن قیس اور سمط بن اَسود اپنے اپنے مورچوں میں چلے گئے، زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے ہوئے ارتداد اختیار کر لیا۔

جس پر حضرت زیادؓ نے فوج جمع کر کے بنو عَمرو پر حملہ کر دیا

اُن کے بہت سے آدمی قتل، جو بھاگ سکتے تھے وہ بھاگ گئے اور ایک بڑی تعداد کو آپؓ نے قید کر کے مدینہ روانہ کر دیا، راستہ میں اشعث اور بنو حارث کے لوگوں نے حملہ کر کے مسلمانوں سے اپنے قیدی چُھڑوا لئے۔ اِس واقعہ کے بعد اطراف کے کئی قبائل بھی اُن لوگوں کے ساتھ مِل گئے اور اعلان ارتداد کر دیا۔ اِس پر آپؓ نے مدد کے لئے بطرف حضرت مُہاجرؓ خط لکھا، حضرت مُہاجرؓ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا اور خود اپنے ساتھیوں کو لے کر کندہ پر حملہ آور ہوئے۔ کندہ کے لوگ بھاگ کر نجیر نامی اپنے ایک قلعہ میں محصور ہو گئے، بعد ازاں جس کے تینوں راستوں پر مسلمان قابض ہو گئے۔ جب محصورین قلعہ نجیر نے دیکھا کہ مسلمانوں کو برابر امداد پہنچ رہی ہے تو اُن پر دہشت طاری ہوگئی، اِس وجہ سے اُن کا سردار اشعث فوراً حضرت عکرمہؓ کے پاس پہنچ کر امان کا طالب ہوُا۔

حضرت عکرمہؓ اشعث کو لے کر حضرت مُہاجرؓ کے پاس آئے

اُس نے اپنے اور اپنے ساتھ 9 افراد کے لئے اِس شرط پر امان طلب کی کہ وہ مسلمانوں کے لئے قلعہ کا دروازہ کھول دیں گے، حضرت مُہاجرؓ نے یہ شرط تسلیم کر لی۔ جب اشعث نے نام لکھے تو جلد بازی اور دہشت کی وجہ سے اپنا نام لکھنا بھول گیا، پھر حضرت مُہاجرؓ کے پاس تحریر لے کر گیا جس پر اُنہوں نے مہر ثبت کر دی۔ بعد ازاں قلعہ کا دروازہ کھلنے پر فریقین کی لڑائی میں 700 کندی قتل اور ایک ہزار عورتوں کو قید کر لیا گیا نیز امان نامہ میں درج تمام لوگوں کو معاف کر دیا گیا مگر اِس میں اشعث کا نام نہ ہونے پر حضرت مُہاجرؓ نے اُس کے قتل کا ارادہ کر لیا مگر درخواست حضرت عکرمہؓ پر اُسے بغرض فیصلہ باقی قیدیوں کے ہمراہ بخدمت حضرت ابوبکرؓ روانہ کر دیا گیا۔

اشعث کی طلبی وجان بخشی

جب مسلمان فتح کی خبر اور قیدیوں کے ساتھ بخدمت حضرت ابوبکرؓ حاضر ہوئے تو آپؓ نے اشعث کو طلب کیا اور فرمایا! کیا تم اِس بات سے نہیں ڈرتے، تمہیں رسول اللہؐ کی بددعاء کا ایک حصہ پہنچے (دراصل آنحضرتؐ نے قبیلہ کندہ کے چار سرداروں پر لعنت کی تھی جنہوں نے اشعث کے ساتھ اسلام قبول کیا مگر پھر مرتد ہو گئے)۔ مزید گفتگو کے بعد جب اشعث ڈرا کہ وہ مارا جائے گا تو اُس نے عرض کیا! اگر آپؓ مجھ سے کسی بھلائی کی توقع رکھتے ہیں تو اِن قیدیوں کو آزاد اور میری لغزشیں معاف اور میرا اسلام قبول کر لی جئے اور میرے ساتھ وہی سلوک رَوا رکھئے جو مجھ جیسوں کے ساتھ آپؓ کیا کرتے ہیں اور میری بیوی (اُمّ فَروَہ) میرے پاس واپس لَوٹا دی جئے، آپؓ مجھے اللہ کے دین کے لئے اپنے علاقہ کے بہترین لوگوں میں پائیں گے۔ اِس پر آپؓ نے اُس کی جان بخش دی نیز فرمایا! جاؤ اور مجھے تمہارے متعلق خیر کی خبریں پہنچیں۔

عرب سے بغاوت کا مکمل طور پر خاتمہ

الغرض جب تک پوری طرح قیام امن و امان اور اسلامی حکومت کی بنیادیں مستحکم نہ ہوگئیں حضرت مُہاجرؓ اور حضرت عکرمہؓ اُس وقت تک حضرموت اور کندہ میں ہی مقیم رہے۔ مرتد باغیوں کے ساتھ یہ آخری جنگیں تھیں، اِن کے بعد عرب سے بغاوت کا مکمل طور پر خاتمہ ہوگیا اور تمام قبائل حکومت اسلامیہ کے زیرنگیں آ گئے۔

اکثر مصنفین اور خاص طور پر اِس زمانہ کے سیرت نگار

عموماً حضرت ابوبکرؓ کی اِن جنگوں کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ گویا جن لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا اُن کے خلاف یہ سارا جہاد اور تلوار کے زور سے اُن کا قلع قمع کیا گیا کیونکہ یہی اُن کی شرعی سزاء تھی لیکن تاریخ وسیرت کا مطالعہ کرنے والا ہرگز اِس بات کی تائید نہیں کر سکتا جیسا کہ قرآن کریم اور آنحضرتؐ کے مبارک طرز عمل اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نہ تو آنحضرتؐ نے کبھی محض نبوت کا دعویٰ کرنے پر کوئی کاروائی فرمائی اور نہ ہی حضرت ابوبکرؓ کی یہ جنگی مہمات صرف اِس وجہ سے تھیں کہ جھوٹے مدعیان نبوت کا قلع قمع کیا جاتا بلکہ اصل سبب اِن کی باغیانہ روش تھی۔

مدعیان نبوت سے صحابہؓ نے کیوں جنگیں کیں

حضرت المصلح الموعودؓ نے اِس بات کی وضاحت کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے۔ مولانا مودودی صاحب کا یہ لکھنا کہ صحابہؓ نے ہر اُس شخص کے خلاف جنگ کی جس نے آنحضرتؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا، صحابہؓ کے اقوال کے خلاف ہے۔۔۔ تاریخ ابن خَلدون کو اگر غور سے پڑھتے تو یہ واضح ہو جاتا کہ اُن کا نظریہ غلط ہے۔

محور سیاست حضرت ابوبکر صدیقؓ فروغ اسلام و فتوحات عراق

مرتد باغیوں کا قلع قمع کرنے کے بعد ہر شخص کو یہ یقین ہوگیا تھا کہ اب خلیفۂ رسولؐ کے سامنے کوئی فتنہ پرداز جم نہیں سکتا لیکن عام لوگوں کی طرح آپؓ کسی خوش فہمی کا شکار نہ تھے، آپؓ جانتے تھے کہ بیرونی طاقتیں ارتداد اور بغاوت کے فتنہ کے خوابیدہ کو پھر سے بیدار کر کے بدامنی پھیلانے کا موجب بن سکتی ہیں۔ عرب قبائل کی اِس متوقع شورش انگیزی سے بچنے کے لئے مناسب سمجھا گیا کہ عرب قبائل کی توجہ ایران اور شام کی طرف منعطف کی جائے تا کہ اُنہیں حکومت کے خلاف فساد برپا کرنے کا موقع نہ مِل سکے اور اِس طرح مسلمانوں کو اطمنان نصیب ہو اور وہ دلجمعی سے احکام دین پر عمل پیراء ہوسکیں۔ چنانچہ عرب سرحدوں کے دفاع اور اسلامی ریاست کو اپنے مضبوط حریفوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ اِن طاقتور قوموں تک عالمگیر پیغام اسلام پہنچایا جائے تا کہ یہ قومیں اِسے تسلیم کر کے یا سمجھ کر خود بھی امن و سلامتی سے زندگی بسر کریں اور دوسرے بھی اِن کی چیرہ دستیوں سے محفوظ و مامون رہیں۔ خطبہ کے اختتامی حصہ میں حضور انور ایدہ اللہ نے اِس سلسلہ میں حضرت ابوبکرؓ کے اختیار کئے گئے طریق اور حکمت عملی پر تفصیلی روشنی ڈالی نیز خطبہ ثانیہ سے قبل عندیہ دیا! آپؓ کے دَور خلافت میں مسلمانوں کی ایرانیوں کے خلاف علاقۂ عراق میں لڑی گئی جنگوں اور اُن میں عطاء ہونے والی فتوحات کا تذکرہ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ آئندہ ہو گا۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24/ جون 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت دَور میں باغی مرتدین کے خلاف ہونے والی مہمات کا تذکرہ

حضرت علاءؓ نے کہا: اے لوگو! ڈرو نہیں۔ کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ کیا تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے نہیں آئے؟ کیا تم اللہ کے مددگار نہیں ہو؟ ... تمہیں خوشخبری ہو کیونکہ اللہ ہرگز ایسے لوگوں کو جس حال میں تم ہو کبھی نہیں چھوڑے گا

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کی باغیوں کے خلاف مہمات کا ذکر ہو رہا تھا۔

ساتویں مہم

جو باغیوں کے خلاف تھی اس کے متعلق جو تفصیل ہے اس کے مطابق یہ مہم حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کی تھی جو مرتد باغیوں کے خلاف بھیجے گئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کے لیے جھنڈا باندھا اور ان کو شام کے سرحدی علاقے حَمْقَتَیْن کی طرف بھیجا۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ ۲۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)

حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کا تعارف

یہ ہے کہ آپؓ کا نام خالد، کنیت ابوسعید تھی۔ آپؓ کے والد کا نام سعید بن عاص بن امیہ اور والدہ کا نام لُبَینہ بنت حباب تھا جو ام خالد کے نام سے مشہور تھیں۔

(اسد الغابہ جلد۲ صفحہ ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۸ء)

(المستدرك علی الصحیحین لحاکم جزء۵ صفحہ ۱۸۹۶ حدیث ۵۰۸۱۔ مطبوعہ نزار مصطفیٰ الباز۔ الریاض ۲۰۰۰ء)

حضرت خالدؓ بہت ابتدائی اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ بعض کا بیان ہے کہ آپؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اسلام قبول کیا تھا اور آپؓ تیسرے یا چوتھے مسلمان تھے اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ آپ پانچویں مسلمان تھے۔ آپؓ سے پہلے ابھی تک صرف حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اسلام قبول کیا تھا۔

حضرت خالدؓ کے اسلام قبول کرنے کے واقعہ

کا ذکر یہ ہے کہ آپؓ نے خواب میں دیکھا کہ آگ کے کنارے پر کھڑے ہیں اور ان کا باپ انہیں اس میں گرانے کی کوشش کر رہا ہے اور آپؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کو کمر سے پکڑے ہوئے ہیں کہ کہیں آپ آگ میں گر نہ جائیں۔ حضرت خالدؓ اس پر گھبرا کر بیدار ہوئے اور کہا اللہ کی قسم! یہ خواب سچا ہے۔ پھر آپؓ کی ملاقات حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ہوئی تو آپؓ نے اپنا خواب حضرت ابوبکرؓ کو سنایا۔ ان سے ذکر کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ تم سے بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں بچائے۔ یہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ان کی پیروی کر لو کیونکہ جب تم اسلام قبول کرتے ہوئے ان کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں آگ میں گرنے سے بچائے گا اور تمہارا باپ اس آگ میں پڑنے والا ہے۔ چنانچہ حضرت خالدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اَجْیَاد مقام پر تھے۔ اَجْیَاد بھی مکہ میں صفا پہاڑی سے متصل ایک مقام کا نام ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائی تھیں۔ حضرت خالدؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ کس کی طرف بلاتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی طرف بلاتا ہوں جو اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور یہ کہ تم ان پتھروں کی پوجا چھوڑ دو جو نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ کون ان کی پوجا کرتا ہے اور کون نہیں کرتا۔ اس پر حضرت خالدؓ نے کہا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خالدؓ کے اسلام لانے پر بہت خوش ہوئے۔ اسلام لانے کے بعد حضرت خالدؓ چھپ گئے۔ جب ان کے باپ کو ان کے اسلام لانے کا علم ہوا تو اس نے اپنے باقی بیٹوں کو جو اسلام نہیں لائے ہوئے تھے حضرت خالدؓ کی تلاش میں بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے آپؓ کو تلاش کیا اور انہیں اپنے باپ کے پاس لائے۔ ان کا باپ حضرت خالدؓ کو برا بھلا کہنے لگا اور مارنے لگا اور وہ سوٹا جو اس کے ہاتھ میں تھا اس کے ساتھ مارنا شروع کیا یہاں تک کہ ان کے سر پر مار مار کر توڑ دیا اور کہنے لگا کہ تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کر لی ہے حالانکہ تم اس کی قوم کی اس کے ساتھ مخالفت کو دیکھ رہے ہو اور اس کو بھی جو وہ ان لوگوں کے معبودوں کی برائیاں بیان کرتے ہیں اور ان لوگوں کے آباؤ اجداد کی برائیاں بھی۔ حضرت خالدؓ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کر چکا ہوں۔ اس پر ان کا باپ سخت غصہ ہوا اور ان کو کہا کہ اے بیوقوف! میری نظروں سے دُور ہو جاؤ اور جہاں چاہو چلے جاؤ میں تمہارا کھانا بند کر دوں گا۔ اس پر حضرت خالدؓ نے کہا کہ اگر آپ میرا کھانا بند کر دیں گے تو اللہ میرے زندہ رہنے کے لیے مجھے رزق عطا فرمائے گا۔ چنانچہ آپؓ کے والد نے انہیں گھر سے نکال دیا اور اپنے بیٹوں سے کہہ دیا کہ ان میں سے کوئی اس سے بات نہیں کرے گا۔ چنانچہ حضرت خالدؓ وہاں سے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہنے لگے۔ عمومی طور پر اپنے باپ سے چھپ کر مکہ کے نواح میں رہتے تھے کہ کہیں دوبارہ نہ پکڑ لے اور پھر سختی نہ کرے۔

حضرت خالدؓ کا باپ مسلمانوں پر بہت زیادہ ظلم وستم کرنے والا تھا

اور مکہ کے معززین میں سے تھا۔ ایک مرتبہ وہ بیمار ہوا تو مرض کی شدت کی وجہ سے اس نے کہا کہ اگر اللہ نے مجھے اس بیماری سے شفا دے دی۔ پتا نہیں اللہ کہا تھا یا اپنے معبودوں کا نام لیا تھا۔ بہرحال اس نے کہا کہ اگر مجھے اس بیماری سے شفا ہوگئی تو پھر ابنِ اَبی کَبْشَہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی عبادت مکہ میں نہیں ہوگی۔ میں ایسی سختی کروں گا کہ یہاں سے سب مسلمانوں کو نکال دوں گا۔ جب حضرت خالدؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے باپ کے خلاف دعا کی کہ اے اللہ! اس کو شفا نہ دینا۔ چنانچہ وہ اسی بیماری میں مر گیا۔

جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی تو حضرت خالدؓ بھی ان کے ساتھ چلے گئے۔

ان کے ساتھ ان کی بیوی اُمَیمہ بنت خالد خُزَاعِیہ بھی تھی۔ حضرت خالدؓ کے ایک اَور بھائی حضرت عمرو بن سعید نے بھی ان کے ساتھ ہجرت کی۔ حضرت خالدؓ غزوۂ خیبر کے زمانہ میں حبشہ سے حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ غزوۂ خیبر میں شریک نہیں ہوئے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں ان کو بھی حصہ دیا۔ اس کے بعد عمرۃ القضاء، فتح مکہ، غزوۂ حنین، طائف اور تبوک وغیرہ سب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے۔

(اسد الغابہ جلد۲ صفحہ ۱۲۴-۱۲۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۸ء)

(فرہنگ سیرت صفحہ 30 زوار اکیڈمی کراچی)

آپؓ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اس محرومی پر ہمیشہ متأسف رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم لوگ آپؐ کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ لوگوں کو ایک ہجرت کا شرف حاصل ہو اور تم کو دو ہجرتوں کا۔

(طبقات ابن سعد جلد۴ صفحہ۷۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دیباچہ تفسیر القرآن میں جو کاتبین وحی کے نام بیان فرمائے ہیں ان میں حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کا نام بھی ہے۔

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 425)

حضرت خالد بن سعیدؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے صدقات وصول کرنے پر مقرر فرمایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آپؓ اسی منصب پر رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ آ گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے ان سے فرمایا کہ تم واپس کیوں آ گئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی طرف سے کام نہیں کریں گے۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت میں توقف کیا لیکن جب بنو ہاشم نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تو حضرت خالدؓ نے بھی حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی۔ پھر بعد میں حضرت ابوبکرؓ نے انہیں مختلف مواقع پر لشکروں کا امیر بنا کر بھیجا۔ حضرت خالدؓ جنگ مَرْجُ الصُّفَّرمیں حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں شہید ہوئے اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ جنگ مَرْجُ الصُّفَّر چونکہ 14/ہجری میں حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت کے شروع میں ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت خالدؓ ملک شام میں جنگ اَجْنَادَیْن میں حضرت ابوبکرؓ کی وفات سے چوبیس دن پہلے شہید ہوئے تھے۔

(اسد الغابہ جلد۲ صفحہ۱۲۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۸ء)

تاریخِ طبری میں

حضرت خالدؓ کی مرتدین کے خلاف مہم کی تفصیل

یوں بیان ہوئی ہے: حضرت ابوبکرؓ نے جب مرتدین کی سرکوبی کے لیے جھنڈے باندھے اور جنہیں منتخب کرنا تھا کر لیا تو ان میں سے ایک حضرت خالد بن سعیدؓ بھی تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو انہیں امیر مقرر کرنے سے منع کیا اور عرض کیا کہ آپؓ ان سے کوئی کام نہ لیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں۔ حضرت عمرؓ کی رائے سے اختلاف کیا اور حضرت خالدؓ کو تَیْمَاء میں امدادی دستہ پر متعین کر دیا۔ تَیْمَاء بھی شام اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور شہر ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے جب حضرت خالد بن سعیدؓ کو تَیْمَاء جانے کا حکم دیا تو فرمایا کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور اطراف کے لوگوں کو اپنے سے ملنے کی دعوت دینا اور صرف ان لوگوں کو قبول کرنا جو مرتد نہ ہوئے ہوں اور کسی سے لڑائی نہ کرنا سوائے اس کے جو تم سے لڑائی کرے یہاں تک کہ میرے احکام پہنچ جائیں۔ حضرت خالدؓ نے تیماء میں قیام کیا اور اطراف کی بہت سی جماعتیں ان سے آملیں۔ رومیوں کو مسلمانوں کے اس عظیم الشان لشکر کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے زیرِ اثر عربوں سے شام کی جنگ کے لیے فوجیں طلب کیں۔ حضرت خالدؓ نے رومیوں کی تیاری اور عرب قبائل کی آمد کے متعلق حضرت ابوبکرؓ کو مطلع کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب لکھا کہ

تم پیش قدمی کرو۔ ذرا مت گھبراؤ اور اللہ سے مدد طلب کرو۔

حضرت خالدؓ یہ جواب ملتے ہی دشمن کی طرف بڑھے اور جب قریب پہنچے تو دشمن پر کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ سب اپنی جگہ چھوڑ کر اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے اور بھاگ گئے۔ حضرت خالدؓ دشمن کے مقام پر قابض ہو گئے۔ اکثر لوگ جو حضرت خالدؓ کے پاس جمع تھے مسلمان ہو گئے۔ اس کامیابی کی اطلاع حضرت خالدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو دی۔ حضرت ابوبکرؓ نے لکھا کہ تم آگے بڑھو مگر اتنا آگے نہ نکل جانا کہ پیچھے سے دشمن کو حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۳۳۱-۳۳۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)
(فرہنگ سیرت صفحہ 78 زوار اکیڈمی کراچی)

کتبِ تاریخ سے حضرت ابوبکرؓ کے دور میں مرتدین کے خلاف حضرت خالد بن سعیدؓ کی کارروائیوں کا صرف اتنا ہی ذکر ملتا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ کے دور میں فتوحاتِ شام کے تذکرے میں ان کا کردار جو ہے وہ آئندہ بیان ہو جائے گا۔

آٹھویں مہم

حضرت طُرَیْفَہ بن حَاجِز کی مرتد باغیوں کے خلاف مہم تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک جھنڈا حضرت طُرَیْفَہ بن حاجز کے لیے باندھا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بنو سُلَیم اور بَنو ھَوَازِن کا مقابلہ کریں۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۲۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے قبیلہ بنوسلیم اور بنو ھَوَازِن کے مقابلے کے لیے مَعْن بن حَاجِز کو بھیجا تھا۔ بہرحال علامہ ابن عبد البر نے الاستیعاب میں حضرت طُرِیفہ اور مَعَن کے والد کا نام حاجز یعنی زاء کے ساتھ اور علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں حاجر یعنی راء کے ساتھ لکھا ہے۔

(الکامل فی التاریخ جلد۲ صفحہ۲۰۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۶ء)
(الاستیعاب جلد۲ صفحہ۳۲۶ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۰ء)
(اسد الغابۃ جلد۳ صفحہ ۷۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۶ء)

حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد حضرت طُریفہ بن حاجز کو بنو سُلَیم کے ان عربوں پر جو اسلام پر قائم تھے والی بنایا تھا۔ یہ مخلص اور جوشیلے کارکن تھے۔ انہوں نے ایسی مؤثر تقریریں کیں کہ بنو سُلَیم کے بہت سے عرب ان سے آملے۔

(حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط صفحہ 33)

ایک اَور روایت میں ہے۔ یہ روایت حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ بنوسلیم کی یہ حالت تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان میں سے بعض مرتد ہو گئے اور کفر کی طرف لوٹ گئے اور ان کے بعض افراد اپنے قبیلے کے امیر مَعَن بن حاجز یا بعض کے نزدیک ان کے بھائی طُریفہ بن حاجز کے ساتھ اسلام پر ثابت قدم رہے۔ جب حضرت خالد بن ولیدؓ طُلَیحہ کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ نے مَعَن کو لکھا کہ بنو سُلَیم میں سے جو لوگ اسلام پر ثابت قدم ہیں ان کو لے کر حضرت خالدؓ کے ساتھ جاؤ۔ حضرت معنؓ اپنی جگہ اپنے بھائی طُریفہ بن حاجز کو جانشین مقرر کر کے حضرت خالدؓ کے ساتھ نکل پڑے۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۲۶۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)

حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ سے ہی ایک اور روایت بھی مروی ہے کہ بنوسلیم کا ایک شخص حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا۔ اسے فُجَاءَہ کہا جاتا تھا۔ اس کا نام اِیَاسؔ بن عبداللہ تھا۔ فُجَاءَہ کے لفظ میں اچانک کا مفہوم پایا جاتا ہے کیونکہ یہ شخص اچانک مسافروں اور بستیوں پر حملہ کر کے انہیں لُوٹ لیتا تھا اس لیے اس کا نام فجاءہ پڑ گیا تھا۔ بہرحال یہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ مَیں ان لوگوں کے خلاف جہاد کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے کافروں میں سے ارتداد اختیار کر لیا ہے۔ آپؓ مجھے سواری عطا کیجیے اور میری مدد کیجیے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کو سواری دی اور اسلحہ دیا۔ ایک جگہ اس کی تفصیل یوں ملتی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اس کو دو گھوڑے یا دوسری روایت کے مطابق تیس اونٹ اور تیس سپاہیوں کے ہتھیار دیے اور دس مسلمان ہتھیاروں سے مسلّح ان کے ساتھ کر دیے۔ یہ شخص وہاں سے چلا اور جو مسلمان یا مرتد ان کے سامنے آتا ان کے اموال چھین لیتا اور جو انکار کرتا اسے قتل کر دیتا۔ یہ ہر ایک کے ساتھ یہی کر رہا تھا۔ مسلمانوں کو بھی قتل کر دیتا تھا، شہید کر دیتا تھا۔ اس کے ہمراہ بَنُوشَرِید کا ایک شخص بھی تھا جسے نَجَبَہ بن اَبُو مَیْثَاء کہا جاتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ فُجَاءَہ اپنے قبیلے کی طرف چلا اور راستے میں مرتد عربوں کو اپنے ساتھ ملاتا رہا۔

جب اس کی جمعیت بڑھ گئی تو اس نے پہلے اپنے مسلمان ساتھیوں کو قتل کیا اور ان کا سب مال لوٹ لیا۔ پھر اس نے غارت گری شروع کر دی۔

کبھی اِس قبیلے پر چھاپہ مارتا کبھی اُس قبیلے پر۔ مسلمانوں کی ایک پارٹی مدینہ جا رہی تھی ان کو لوٹ کر مار ڈالا۔ پہلے لُوٹا اور پھر قتل کر دیا، شہید کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حضرت طُرَیفہ بن حاجز کو لکھا یا بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے یہ حکم دراصل معن کو بھیجا تھا۔ انہوں نے اپنے بھائی طُریفہ کو روانہ کیا تھا۔ بہرحال حضرت ابوبکرؓ نے تحریر فرمایا کہ دشمنِ خدا فُجَاءَہ میرے پاس آیا اور وہ کہہ رہا تھا کہ وہ مسلمان ہے۔ اس نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اس کو اسلام سے ارتداد اختیار کرنے والوں کے خلاف طاقت مہیا کروں۔ چنانچہ میں نے اس کو سواری دی اور اسلحہ دیا۔ اب مجھے یقینی طور پر یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ اللہ کا دشمن مسلمانوں اور مرتدین کے پاس گیا اور ان کے اموال لیتا رہا اور جو اس کی مخالفت کرتا اسے قتل کر دیتا۔ لہٰذا تم اپنے پاس موجود مسلمانوں کو ساتھ لے کر جاؤ اور اسے قتل کر دو یا گرفتار کر کے میرے

پاس بھیج دو۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت طُرَیفہ کی مدد کے لیے حضرت عبداللہ بن قیسؓ کو بھی روانہ کیا۔حضرت طُرَیفہ بن حاجزؓ اس کے مقابلے پر گئے۔ جب دونوں گروہوں کی آپس میں مڈھ بھیڑ ہوئی تو پہلے صرف تیروں سے مقابلہ ہوا۔ ایک تیر نَجَبَہ بن ابو میثاء کو لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ فُجَاءَہ نے جو مسلمانوں کی شجاعت اور ثابت قدمی دیکھی تو اس نے حضرت طُرَیفہ سے کہا کہ اس کام کے تم مجھ سے زیادہ حقدار نہیں ہو۔تم بھی حضرت ابوبکرؓ کے مقرر کردہ امیر ہو اور میں بھی ان کا مقرر کردہ امیر ہوں۔ بڑی چالاکی سے اس نے ان کو جنگ سے روکنے کی کوشش کی۔حضرت طُرَیفہؓ نے اس سے کہا کہ

اگر سچے ہو تو ہتھیار رکھ دو۔ مجھے تو حضرت ابوبکرؓ نے تمہیں پکڑنے کے لیے بھیجا ہے۔

ہتھیار رکھ دو اور میرے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے پاس چلو۔ وہیں فیصلہ ہو جائے گا کہ تم امیر ہو کہ نہیں۔

چنانچہ فُجَاءَہ حضرت طُرَیفہؓ کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا۔ جب دونوں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت طُرَیفہؓ کو حکم دیا کہ اسے بقیع میں لے جاؤ اور آگ میں جلا ڈالو۔ یہ سلوک اس لیے اس سے کیا گیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ یہی سلوک کرتا رہا تھا۔حضرت طُرَیفہؓ اسے وہاں لے گئے انہوں نے آگ جلائی اور اس میں اسے پھینک دیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ لڑائی کے دوران فجاءہ بھاگ گیا تو حضرت طُرَیفہؓ نے اس کا پیچھا کر کے اس کو قیدی بنا لیا اور ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کے لیے مدینہ میں ایک آگ کا بڑا الاؤ روشن کروایا اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس میں پھینک دیا۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۲۶۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)
(حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط از خورشید احمد فارق صفحہ 33-34)
(فتوح البلدان لبلاذری مترجم صفحہ 152 مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

نویں مہم

جوتھی وہ حضرت علاءبن حَضرَمِیؓ کی تھی جو مرتد باغیوں کے خلاف مہم تھی۔حضرت ابوبکرؓ نے ایک جھنڈا حضرت عَلاء بن حَضرَمِیؓ کو دیا اور ان کو بحرین جانے کا حکم دیا۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۲۵۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)

بحرین یمامہ اور خلیج فارس کے درمیان واقع تھا اور اس میں موجودہ قطر اور امارت بحرین بھی جو جزیرہ ہے شامل تھے۔ یہ آجکل کا چھوٹا بحرین نہیں بلکہ بڑا وسیع علاقہ تھا۔ اس کا دارالحکومت دَارِین تھا۔عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں مُنذِربن سَاوی حکمران تھے جو حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ ان دنوں بحرین یا سعودی عرب کو اَلْاَحْسَاء کہتے ہیں۔

(اٹلس سیرت النبی ﷺ صفحہ 68)

حضرت عَلاء بن حَضرَمیؓ کا تعارف

یہ ہے کہ آپؓ کا نام عَلاء تھا۔ آپؓ کے والد کا نام عبداللہ تھا۔ آپ کا تعلق یمن کے علاقہ حَضرَ مَوت سے تھا۔ دعوتِ اسلام کے آغاز میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔حضرت عَلاء بن حَضرَمِیؓ کا ایک بھائی عَمرو بن حَضرَمِی مشرکوں کا وہ پہلا شخص تھا جس کو ایک مسلمان نے قتل کیا تھا اور اس کا مال پہلا مال تھا جو بطور خُمس اسلام میں آیا۔ جنگِ بدر کے بنیادی اور فوری اسباب میں بھی یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سبب یہ قتل بھی تھا۔ حضرت عَلاء بن حَضرَمِیؓ کا ایک بھائی عامر بن حضرمی بدر کے دن بحالتِ کفر مارا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کو تبلیغی خطوط ارسال فرمائے تو منذر بن ساوی حاکمِ بحرین کے پاس خط لے جانے کی خدمت حضرت عَلاء بن حَضرَمِیؓ کے سپرد ہوئی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو بحرین کا عامل مقرر فرما دیا۔

حضرت عَلاء بن حَضرَمِیؓ نے جب انہیں دعوتِ اسلام دی تو منذر بن ساوی نے اسلام قبول کر لیا۔ مُنذِر کو جب اسلام کا پیغام ملا تو اس کا جواب یہ تھا کہ میں نے اس امر کے سلسلہ میں غور و فکر کیا ہے جو میرے ہاتھ میں ہے تو میں نے دیکھا کہ یہ دنیا کے لیے ہے۔ آخرت کے لیے نہیں ہے یعنی جو کچھ میرے پاس ہے یہ دنیا داری ہے۔ آخرت کی تو میں نے کوئی تیاری نہیں کی اور

مَیں نے جب تمہارے دین کے بارے میں غور و فکر کیا تو اسے دنیا و آخرت دونوں کے لیے مفید پایا۔ لہٰذا دین کو قبول کرنے سے مجھے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

اسلام کی سچائی کا مجھے یقین ہو گیا ہے۔ اس دین میں زندگی کی تمنا اور موت کی راحت ہے۔ کہنے لگا کہ کل مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا تھا جو اس کو قبول کرتے تھے اور آج ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو اس کو رَدّ کرتے ہیں۔تعلیم کی خوبصورتی کا مجھے پتا لگا تو اب میری ترجیحات بدل گئی ہیں۔ کہنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی عظمت کا تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کی جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک حضرت عَلاءؓ بحرین کے عامل رہے۔ بعد میں حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں بھی اسی عہدے پر قائم رہے اور حضرت عمرؓ نے بھی اپنی خلافت میں انہیں اسی کام پر مقرر کیے رکھا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ان کی وفات ہو گئی۔

(اسد الغابہ جلد۴ صفحہ۱۷۱ دارالکتب العلمیۃ ۲۰۱۶ء)
(سیر الصحابہ جلد۴ صفحہ۳۹۷-۳۹۸)
(سیدنا ابوبکر صدیقؓ، از ڈاکٹر علی محمد صلابی، اردو ترجمہ صفحہ 339)

طبقات ابن سعد کے مطابق ایک دفعہ جب اہلِ بحرین نے حضرت عَلاء بن حَضرَمِیؓ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معزول کر دیا اور حضرت اَبان بن سعید بن عاصؓ کو والی بنا دیا۔ (طبقات ابن سعد جلد۴ صفحہ۲۶۶ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب وہاں ارتداد اور بغاوت پھیل گئی تو حضرت اَبانؓ مدینہ واپس چلے آئے اور یہ عہدہ چھوڑ دیا اور جب حضرت ابوبکرؓ نے انہیں دوبارہ بحرین بھیجنا چاہا تو یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی کا عامل نہ بنوں گا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے پھر حضرت عَلاء بن حَضرَمِیؓ کو بحرین کا عامل بنا کر بھیجا جس پر وہ اپنی وفات تک قائم رہے۔

حضرت عَلاءؓ مستجاب الدعوات مشہور تھے۔

ان کے بارے میں مختلف روایات آتی ہیں۔حضرت ابوہریرہؓ ان کی خوبیوں اور قبولیتِ دعا کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ مَیں ان سے بڑا متاثر ہوں۔ روایت میں بیان کرتے ہیں اور بہت سی باتوں کے علاوہ یہ تھا کہ ایک مرتبہ مدینہ سے بحرین کے ارادے سے چلے کہ راستے میں پانی ختم ہو گیا۔ انہوں نے اللہ سے دعا کی تو کیا دیکھا کہ ریت کے نیچے سے ایک چشمہ پھوٹا اور ہم سب سیراب ہوئے۔

پھر حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں عَلاءؓ کے ساتھ بحرین سے لشکر کے ہمراہ بصرہ کی جانب روانہ ہوا۔ ہم لوگ لِیَاس میں تھے کہ ان کی وفات ہو گئی۔ لِیَاس بنو تمیم کے علاقے میں ایک گاؤں کا نام تھا۔ ہم ایسے مقام پر تھے جہاں پانی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ایک بادل کا ٹکڑا ظاہر کیا جس نے ہم پر بارش برسائی۔ ہم نے انہیں غسل دیا اور اپنی تلواروں سے ان کے لیے قبر کھودی۔ ہم نے ان کے لیے لحد نہیں بنائی تھی۔ تب ہم واپس آئے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب واپس جا کے دیکھا کہ لحد بنائیں مگر ان کی قبر کا مقام نہیں پایا۔

(طبقات ابن سعد (مترجم) جلد 4 صفحہ 375، 377 مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

(الاعلام للزرکلی جلد۴ صفحہ۲۴۵ مطبوعہ دارالعلم ۲۰۰۲ء)

ان کی وفات کے متعلق بھی اختلاف ہے۔بعض کے نزدیک آپؓ کی وفات 14؍ ہجری میں اور بعض کے نزدیک 21؍ ہجری میں ہوئی تھی۔

(اسد الغابہ جلد۴ صفحہ۱۷۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

بحرین کے حالات

کے بارے میں ذکر آتا ہے۔ بحرین شاہانِ حِیْرَہ کی عمل داری میں تھا اور شاہانِ حِیرہ، کسریٰ بادشاہوں کے ماتحت تھے۔ حیرہ اسلام سے پہلے شاہانِ عراق کی تخت گاہ تھی۔ بحرین کے ساحلی اور تجارتی شہروں میں مخلوط آبادی تھی۔ فارسی بھی تھے، عیسائی بھی تھے، یہودی بھی تھے، جاٹ بھی تھے اور عرب کی تجارت پر فارسیوں کا غلبہ تھا۔ ان علاقوں میں تاجروں کی ایک جماعت بھی مقیم تھی جو ہندوستان اور ایران سے آئے ہوئے تھے اور دریائے فرات کے دہانے سے عدن کے ساحلی علاقے تک کے درمیانی خطہ میں آباد ہو

گئے تھے۔ ان تاجروں نے یہاں کے مقامی باشندوں سے سلسلہ ازدواج بھی قائم کرلیا تھا اور ان سے جو نسل پیدا ہوئی تھی اسے اَبْنَاء کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ، از محمد حسین ہیکل، اردو ترجمہ صفحہ 237)

(فرہنگ سیرت صفحہ 110 زوار اکیڈمی کراچی)

ساحلی شہروں کے عقب میں تین بڑے قبیلے اور ان کی بہت سی شاخیں آباد تھیں۔ ایک بَکْر بن وَائِل، دوسرا عبدالقیس اور تیسرا رَبِیعہ۔ ان کے بہت سے خاندان عیسائی تھے۔ گھوڑے اونٹ اور بکریاں پالنا اور کھجوروں کے باغ لگانا ان کا خاص پیشہ تھا۔ ان قبائل کے ناظم الامور وہ مقامی لیڈر ہوا کرتے تھے جن کو حکومتِ حیرہ کا اعتماد حاصل ہوتا تھا۔ ان میں ایک مُنْذِر بن ساوٰی تھا وہ بحرین کے ضلع ہَجَر میں رہتا تھا اور ہَجَر کے آس پاس قبیلہ عبدالقیس پر اُس کی حکومت تھی۔

(حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط صفحہ 48، ندوۃ المصنفین دہلی)

قبیلہ عبدالقیس کے دو وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک وفد پانچ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا جس میں تیرہ یا چودہ افراد شامل تھے اور قبیلہ عبدالقیس کا دوسرا وفد عامُ الوفود یعنی نو ہجری میں دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا جس میں جارُود سمیت چالیس افراد شامل تھے۔ جارُود نصرانی تھا جو یہاں آ کر مسلمان ہو گیا۔

(اٹلس سیرت نبویؐ صفحہ 438)

ایک قول کے مطابق اس وفد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے سے قبل ہی اسلام قبول کیا ہوا تھا۔

(زرقانی جلد ۵ صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۶ء)

ہَجَر کے فارسیوں، عیسائیوں اور یہودیوں نے نہایت ناگواری سے جزیہ دینا منظور کرلیا تھا۔ بحرین کی باقی بستیاں اور شہر غیر مسلم رہے لیکن یہ لوگ جب بھی موقع ملتا وقتاً فوقتاً بغاوت کرتے رہتے تھے۔

(حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط صفحہ 48، ندوۃ المصنفین دہلی)

(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد 4 صفحہ 398)

مُنذِر بن ساوٰی کے اسلام قبول کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بدستور بحرین کا حاکم مقرر کیے رکھا۔ اسلام لانے کے بعد اس نے اپنی قوم کو بھی دینِ حق کی دعوت دینی شروع کی اور جارُود بن مُعَلّٰی کو دین کی تربیت حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔ جارُود نے مدینہ پہنچ کر اسلامی تعلیمات اور احکام سے واقفیت حاصل کی اور اپنی قوم میں واپس جا کر لوگوں کو دین کی تبلیغ کرنے اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کا کام شروع کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات یعنی گیارہ ہجری کے چند دن بعد مُنذِر کا انتقال ہو گیا۔ اس پر عرب اور غیر عرب سب نے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ قبیلہ عبدالقیس نے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو وہ کبھی نہ مرتے اور سب مرتد ہو گئے۔ اس کی اطلاع حضرت جارُودؓ کو ہوئی۔ حضرت جارُودؓ اپنی قوم کے اشراف میں سے تھے، جو تربیت حاصل کرنے مدینہ گئے تھے اور ان میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی اور ایک اچھے خطیب تھے۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۹ صفحہ ۲۷۵-۲۷۶ مطبوعہ دار ہجر)

حضرت جارُودؓ نے اس بات پہ ان سب لوگوں کو جمع کیا جو مرتد ہو گئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کیوں ہوئی اور تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے عبدالقیس کے گروہ! میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ اگر تم اسے جانتے ہو تو مجھے بتا دینا اور اگر تمہیں اس کا علم نہیں تو نہ بتانا۔ انہوں نے کہا جو چاہو سوال کرو۔ حضرت جارُودؓ نے کہا جانتے ہو کہ گذشتہ زمانے میں اللہ کے نبی دنیا میں آ چکے ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ حضرت جارُودؓ نے کہا تمہیں ان کا علم ہے یا تم نے ان کو دیکھا بھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، ہم نے دیکھا تو نہیں لیکن ہمیں اس کا صرف علم ہے۔ یہ لوگوں کا جواب تھا۔ حضرت جارُودؓ نے کہا پھر انہیں کیا ہوا؟ تو لوگوں نے کہا کہ وہ فوت ہو گئے۔ تو حضرت جارُودؓ نے کہا اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو گئے جس طرح وہ سب فوت ہو گئے اور میں اعلان کرتا ہوں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

ان کی قوم نے ان کی یہ تقریر سننے کے بعد، سوال جواب کے بعد کہا کہ ہم بھی شہادت دیتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی حقیقی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں

اور ہم تم کو اپنا برگزیدہ اور اپنا سردار تسلیم کرتے ہیں۔ اس طرح وہ لوگ اسلام پر ثابت قدم رہے اور ارتداد کی وبا ان تک نہ پہنچی۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۸۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)

باقی عرب اور غیر عرب سب نے مدینہ کا اقتدار ختم کرنے کے لیے کمرِ ہمت باندھ لی۔ ایرانی حکومت نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور بغاوت کی کمان ایک بڑے عرب لیڈر کو سونپ دی۔ ہَجَر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے اَبان بن سعید بن عاص بغاوت کے سیاہ بادل اٹھتے دیکھ کر مدینہ چلے آئے۔

(حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط صفحہ 49، ندوۃ المصنفین دہلی)

بنو عبدالقیس کو بظاہر ان میں سے بعض لوگ اسلام لے آئے تھے لیکن بحرین کے دوسرے قبائل حُطَم بن ضُبَیْعَہ کے زیر سرکردگی بدستور حالت ارتداد پر قائم رہے اور انہوں نے بادشاہی کو دوبارہ آلِ منذر میں منتقل کر کے منذر بن نعمان کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ ایک روایت میں ہے کہ

جب انہوں نے مُنذِر بن نعمان کو بادشاہ بنانے کا ارادہ کیا تو ان کے معززین اور سرداروں کی جماعت ایران کے بادشاہ کسریٰ کے پاس پہنچی۔ انہوں نے اس کے رُوبرو حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اس نے ان کو اجازت دے دی

اور وہ لوگ بادشاہوں کے شایانِ شان خیرسگالی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے سامنے حاضر ہوئے۔ کسریٰ نے کہا! اے عرب کے گروہ! کون سی بات تمہیں یہاں لائی ہے؟ انہوں نے کہا اے بادشاہ! عرب کا وہ شخص فوت ہو گیا ہے جس کو قریش اور مضر کے جملہ قبائل معزز سمجھتے تھے۔ اس سے ان کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور پھر کہنے لگے کہ اس کے بعد ان کا جانشین ایک شخص کھڑا ہوا ہے جو کمزور بدن والا ضعیف الرائے ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں انہوں نے یہ رائے دی۔ اور اس کے عُمّال اپنے ساتھیوں کی طرف بغرض راہنمائی واپس چلے گئے ہیں۔ آج بحرین کا علاقہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ سوائے عبدالقیس کی چھوٹی سی جماعت کے کوئی بھی اب دین اسلام پر قائم نہیں ہے اور ہمارے نزدیک ان کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ اور ہمیں ان پر سواروں اور پیادوں کے لحاظ سے اکثریت حاصل ہے۔ آپ کسی آدمی کو بھیجیں جو اگر بحرین پر قبضہ کرنا چاہے تو کوئی اسے اس سے روک نہ سکے۔ اس پر کسریٰ نے ان سے کہا کہ تم کسے پسند کرتے ہو جسے میں تمہارے ساتھ بحرین روانہ کروں؟ انہوں نے کہا کہ جو بادشاہ سلامت پسند کریں۔ کسریٰ نے کہا کہ تم منذر بن نعمان بن منذر کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: اے بادشاہ! ہم اسی کو پسند کرتے ہیں اور ہم اس کے علاوہ کسی اَور کو نہیں چاہتے۔ پھر کسریٰ نے منذر بن نعمان کو بلایا اور وہ نوجوان تھا جس کی ابھی تازہ تازہ داڑھی نکلی تھی۔ بادشاہ نے اس کو خلعت سے نوازا اور تاج پہنایا اور ایک سو گھڑ سوار دیے اور مزید سات ہزار پیادے اور سوار دیے۔ اسے قبیلہ بکر بن وائل کے ہمراہ بحرین جانے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ابوضُبَیْعَہ حُطَم بن زید ان کا نام شُرَیح بن ضُبَیْعَہ تھا یہ بنو قیس بن ثَعْلَبَہ میں سے تھا اور حُطَم اس کا لقب تھا اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد پھر ارتداد اختیار کرلیا تھا اور ظَبْیَان بن عَمْرو اور مُسْمِع بن مالک بھی تھے۔

(کتاب الردۃ للواقدی صفحہ ۱۴۷ تا ۱۴۹، دار الغرب الاسلامی ۱۹۹۰ء)

سب سے پہلے انہوں نے جارُودؓ اور قبیلہ عبدالقیس کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ اس پر حُطَم بن ضُبَیْعَہ نے طاقت کے زور سے انہیں زیر کرنا چاہا۔ اس نے قَطِیف اور ہَجَر میں مقیم غیر ملکی تاجروں اور ان لوگوں کو جنہوں نے اس سے قبل اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ انہیں اپنے ساتھ ملا لیا۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل صفحہ 238-239، اسلامی کتب خانہ لاہور)

عبدالقیس قبیلے کے لوگ اپنے سردار حضرت جارُود بن مُعَلّٰی کے پاس چار ہزار کی تعداد میں اپنے حلیفوں اور اپنے غلاموں کے ہمراہ اکٹھے ہوئے اور قبیلہ بکر بن وائل اپنے نو ہزار ایرانیوں اور تین ہزار

عربوں کے ساتھ ان کے قریب ہوئے۔

پھر فریقین کے درمیان شدید جنگ ہوئی

اور قبیلہ بَکر بن وائِل کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ ان میں سے اور ایرانیوں میں سے بہت سے قتل ہوئے۔ پھر انہوں نے دوسری مرتبہ شدید قتال کیا۔ اس مرتبہ عبدالقیس کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ اسی طرح وہ ایک دوسرے سے انتقام لیتے رہے اور ان کے درمیان کئی دنوں تک جنگ جاری رہی یہاں تک کہ بہت سے لوگ قتل ہو گئے اور عبدالقیس قبیلے کے عوام نے بکر بن وائل سے امن کی درخواست کی۔ اس وقت عبدالقیس نے جان لیا کہ اب وہ بکر بن وائل کے خلاف کوئی طاقت نہیں رکھتے۔ چنانچہ انہوں نے شکست کھائی یہاں تک کہ وہ ھَجَر کی سرزمین میں اپنے جُوَاثَا نامی قلعہ میں محصور ہو گئے۔ جُوَاثٰی ، جُوَاثَا جو ہے یہ بھی بحرین کی وہ بستی ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد سب سے پہلے جمعہ پڑھا گیا تھا۔ چنانچہ بخاری میں ایک یہ روایت ہے جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثٰى مِنَ الْبَحْرَيْنِ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد سب سے پہلا جمعہ قبیلہ عبدالقیس کی مسجد میں بحرین کی بستی جُوَاثٰی میں ہوا تھا۔

بنو بکر بن وائل نے اپنے ایرانی لوگوں کے ساتھ پیش قدمی کی اور ان کے قلعہ تک پہنچ گئے اور ان کا محاصرہ کرلیا اور خوراک ان سے روک لی۔ بنو بکر بن کِلَاب کے ایک شخص عبداللہ بن عوف عبدی جس کا نام عبداللہ بن حَذَف بھی آتا ہے اس نے

اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ اور اہالیانِ مدینہ کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ اشعار کہے جن میں اپنی بے بسی اور بے چارگی اور حوصلہ اور صبر کی کیفیت کا اظہار کیا۔

أَلَآ أَبْلِغْ أَبَابَكْرٍ رَّسُوْلًا
وَفِتْيَانَ الْمَدِيْنَةِ أَجْمَعِيْنَا
[فَهَلْ لِيْ فِيْ شَبَابٍ مِّنْكَ أَمْسَوْا
جِيَاعًا فِيْ جَوَاثٰى مُحْصَرِيْنَا
كَأَنَّ دِمَآؤُهُمْ فِيْ كُلِّ فَجٍّ
شُعَاعُ الشَّمْسِ يَغْشَى النَّاظِرِيْنَا
تُحَاصِرُهُمْ بَنُوْ ذُهْلٍ وَّ عِجْلٍ
وَ شَيْبَانَ وَ قَيْسٍ ظَالِمِيْنَا
يَقُوْدُهُمُ الْغُرُوْرُ بِغَيْرِ حَقٍّ
لِيَسْتَلِبَ الْعَقَآئِلَ وَالْبَنِيْنَا
فَلَمَّا اشْتَدَّ حَصْرُهُمْ وَ طَالَتْ
أَكُفُّهُمْ بِمَا فِيْهِ بُلِيْنَا
تَوَكَّلْنَا عَلَى الرَّحْمٰنِ اِنَّا
وَجَدْنَا الْفَضْلَ لِلْمُتَوَكِّلِيْنَا
وَقُلْنَا قَدْ رَضِيْنَا اللّٰهَ رَبًّا
وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا قَدْ رَضِيْنَا
وَقُلْنَا وَالْأُمُوْرُ لَهَا قَرَارٌ
وَ قَدْ سَفِهَتْ حُلُوْمُ بَنِيْٓ أَبِيْنَا
نُقَاتِلُكُمْ عَلَى الْاِسْلَامِ حَتّٰى
تَكُوْنُوْا أَوْ نَكُوْنَ الذَّاهِبِيْنَا
بِكُلِّ مُهَنَّدٍ عَضْبٍ حُسَامٍ
يَقُدُّ الْبِيْضَ وَالزُّرْدَ الدَّافِيْنَا]

یہ تھوڑی سی لمبی نظم ہے۔ بہرحال اس کا جو ترجمہ ہے وہ اس طرح ہے کہ اے سننے والے! ابوبکرؓ اور مدینہ کے سب جوانوں کو پیغام پہنچا دے۔ وہ نوجوان جنہوں نے جُوَاثٰی میں بھوک اور محاصرے کی حالت میں شام کی، کیا ان کے بارے میں مجھے آپ کی طرف سے مدد ملے گی؟ اور ہر راستے میں ان کے خون ایسے پڑے ہوئے ہیں کہ سورج کی کرنیں ہیں جو دیکھنے والوں کی نگاہوں کو خیرہ کر رہی ہیں۔ بنو ذُہل اور عِجْل اور شَیْبَان اور قَیس قبائل نے ظلم کرتے ہوئے ان سب کا محاصرہ کرلیا ہے۔ ان کی قیادت غُرُوْر کر رہا ہے (غُرُوْر کا اصل نام مُنذِر بن نعمان بن منذر تھا) تا کہ ناحق وہ ہماری بیویاں اور اولاد چھین لے۔ جب ان کا محاصرہ شدت اور طوالت اختیار کر گیا تو انہوں نے ہم پر غلبہ پالیا جس سے ہم آزمائش میں ڈالے گئے۔ ہم نے رحمان خدا پر توکل کرلیا کیونکہ ہم نے اس کا فضل توکل کرنے والوں کو ملتا ہوا دیکھا ہے۔ تو ہم نے کہا کہ ہم اس بات پر راضی ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اس بات پر بھی راضی ہیں کہ اسلام ہمارا دین ہے اور ہم نے کہا معاملات سنبھل ہی جاتے ہیں اور ہمارے آباء کی اولادوں کی عقلیں ماری گئی ہیں۔ ہم اسلام پر قائم رہتے ہوئے تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ یا تم مارے جاؤ یا ہم۔ ہر اس تیز ہندی تلوار کے ساتھ جنگ کریں گے جو تیز کاٹ رکھنے والی اور خَود اور زرہ کو کاٹتی ہے۔

تو یہ پیغام نظم کی صورت میں ’’عبدی‘‘ نے بھجوایا۔

جب حضرت ابوبکرؓ نے یہ شعر پڑھے تو عبدالقیس کی حالت کا علم ہونے پر آپؓ کو شدید غم پہنچا۔

آپؓ نے حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ کو طلب فرمایا اور لشکر کی کمان ان کے سپرد کی اور دو ہزار مہاجرین و انصار کے ساتھ بحرین کی طرف عبدالقیس کی مدد کے لیے روانگی کا حکم دیا

اور ہدایت فرمائی کہ عرب کے قبائل میں سے جس قبیلے کے پاس سے تم گزرو تو اسے بنو بکر بن وائل سے جنگ کی ترغیب دلانا کیونکہ وہ ایران کے بادشاہ کسریٰ کے مقرر کردہ منذر بن نعمان بن منذر کے ساتھ آئے ہیں۔ انہوں نے یعنی اس بادشاہ نے اس کے سر پر تاج رکھا ہے اور اللہ کے نور کو مٹانے کا ارادہ کیا ہے اور اولیاء اللہ کو قتل کیا ہے۔ پس تم لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ یعنی نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کی طاقت ہے مگر اللہ کے ذریعہ، پڑھتے ہوئے روانہ ہو جاؤ۔

(ماخوذ از کتاب الردۃ للواقدی صفحہ ۱۵۲-۱۵۴، دار الغرب الاسلامی ۱۹۹۰ء)

(صحیح بخاری، کتاب الجمعہ باب الجمعہ فی القریٰ و المدن حدیث ۸۹۲)

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ ۲۸۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ روانہ ہو گئے۔ جب وہ یمامہ کے قریب سے گزرے تو حضرت ثُمَامَہ بن اُثَال بنو حَنِیفہ کی ایک جماعت کے ساتھ ان سے آ ملے۔ حضرت اُثال ان سے آ ملے۔ ان کے علاوہ قَیس بن عاصم بھی اپنے قبیلہ بنو تمیم کے ساتھ حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ اس سے پہلے قیس بن عاصم منکرینِ زکوٰۃ میں شامل تھے اور انہوں نے قبیلہ کی زکوٰۃ مدینہ بھیجنی بالکل بند کر دی تھی اور زکوٰۃ کا جمع شدہ مال لوگوں کو واپس کر دیا تھا لیکن حضرت خالد بن ولیدؓ نے جب یَمامہ میں بنو حنیفہ کو زیر کر لیا تو قَیس بن عاصم نے مسلمانوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے میں ہی عافیت سمجھی اور اپنے قبیلے بنو تمیم سے زکوٰۃ اکٹھی کی اور حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔

(ماخوذ از حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل صفحہ 239، اسلامی کتب خانہ لاہور)

حضرت عَلَاءؓ کا لشکر دَھْنَا کے راستے بحرین کی طرف چلا۔ عَلَاءؓ اپنے لشکر کو دھنا کے راستے بحرین کی طرف لے کر چلے۔ دَھْنَا: یہ بھی دیارِ بنو تمیم میں بصرہ سے مکہ کے راستے میں ایک جگہ ہے۔ وہ کہتے ہیں جب ہم اس کے درمیان پہنچے تو انہوں نے ہمیں پڑاؤ کا حکم دیا۔ راوی نے کہا کہ رات کے اندھیرے میں اونٹ بے قابو ہو کر بھاگ گئے۔ ان میں سے کسی کے پاس نہ کوئی اونٹ رہا نہ توشہ نہ توشہ دان نہ خیمہ۔ سب کا سب اونٹوں پر ریگستان میں غائب ہو گیا یعنی اونٹوں پر لدا ہوا تھا۔ اونٹ چلے گئے تو کچھ بھی پاس نہیں رہا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جب لوگ سواریوں سے اتر چکے تھے لیکن ابھی اپنا سامان نہ اتار سکے تھے۔ اس وقت وہ رنج و غم میں مبتلا ہوئے۔ سب اپنی زندگیوں سے مایوس ہو کر ایک دوسرے کو وصیت کرنے لگے۔ اتنے میں حضرت عَلَاءؓ کے منادی نے سب کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ سب ان کے پاس جمع ہوئے۔ حضرت عَلَاءؓ نے کہا مَیں یہ کیا پریشانی اور اضطراب تم میں دیکھ رہا ہوں اور تم لوگ اس قدر فکرمند کیوں ہو۔ لوگوں نے کہا یہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس پر ہمیں موردِ الزام قرار دیا جائے۔ ہمارے اونٹ دوڑ گئے ہیں۔ ہماری یہ حالت ہے کہ اگر اسی طرح صبح ہو گئی تو ابھی آفتاب اچھی طرح طلوع بھی نہیں ہونے پائے گا کہ ہم سب ہلاک ہو چکے ہوں گے۔ حضرت عَلَاءؓ نے کہا:

اے لوگو! ڈرو نہیں۔ کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ کیا تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے نہیں آئے؟ کیا تم اللہ کے مددگار نہیں ہو؟ سب نے کہا بے شک ہم ہیں۔ حضرت عَلَاءؓ نے کہا کہ تمہیں خوشخبری ہو کیونکہ اللہ ہرگز ایسے لوگوں کو جس حال میں تم ہو کبھی نہیں چھوڑے گا۔

طلوعِ فجر کے ساتھ صبح کی نماز کی اذان ہوئی۔ حضرت عَلَاءؓ نے نماز پڑھائی۔ بعض لوگوں نے تیمم کر کے نماز پڑھی، پانی نہیں تھا۔ بعض کا ابھی تک سابقہ وضو باقی تھا۔ جب نماز مکمل ہوگئی تو حضرت عَلَاءؓ اپنے دونوں گھٹنوں کے بل دعا کے لیے بیٹھ گئے اور سب لوگ بھی اسی طرح دوزانو دعا کے لیے بیٹھ گئے اور آہ وزاری کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا میں لگ گئے۔ لوگوں نے بھی اسی طرح کیا یہاں تک کہ سورج طلوع ہوگیا۔ جب سورج کی تھوڑی سی روشنی مشرقی افق میں نمودار ہوئی تو حضرت عَلَاء صف کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے کہا کوئی ہے کہ جا کر خبر لائے کہ یہ روشنی کیا ہے؟ ایک شخص اس کام کے لیے گیا۔ اس نے واپس آ کر کہا کہ یہ روشنی محض سراب ہے۔ جہاں روشنی پڑی وہاں چمک پیدا ہو رہی تھی وہ پانی نہیں تھا بلکہ سراب ہے۔ حضرت عَلَاءؓ پھر دعا میں مصروف ہو گئے۔ دوسری مرتبہ پھر وہ روشنی نظر آئی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سراب ہے۔ تیسری مرتبہ پھر روشنی نمودار ہوئی۔ اس مرتبہ خبر دینے والے نے آ کر کہا کہ پانی ہے۔ حضرت عَلَاءؓ کھڑے ہو گئے اور سب لوگ بھی کھڑے ہو گئے اور پانی کے پاس پہنچے سب نے پانی پیا اور غسل کیا۔ وہاں کوئی چشمہ پھوٹ پڑا تھا۔ ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ لوگوں کے اونٹ ہر سمت سے دوڑتے ہوئے ان کے پاس آتے ہوئے نظر آئے وہ ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ ہر شخص نے اپنی سواری کو پکڑ لیا اور ان کے سامان میں سے کسی کی کوئی چیز بھی ضائع نہیں ہوئی۔

دعا کا یہ معجزہ وہاں ہوا کہ پانی بھی اللہ تعالیٰ نے نکال دیا۔ اونٹ بھی واپس آ گئے لوگوں نے ان کو بھی پانی پلایا۔ پھر دوسری مرتبہ خوب سیر ہو کر پانی پیا اور ان جانوروں کو بھی پلایا اور اپنے ساتھ پانی کا ذخیرہ بھی لے لیا اور پھر خوب آرام کیا۔

مِنْجَابْ بن راشِد کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت ابوہریرہؓ میرے ساتھ تھے۔ جب ہم اس مقام سے ذرا دُور نکل گئے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اس پانی کے مقام سے واقف ہو؟ میں نے کہا کہ میں دیگر تمام عربوں کے مقابلے میں اس علاقے کے چپے چپے سے زیادہ واقف ہوں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ تم پھر مجھے اس جگہ لے چلو۔ میں نے اونٹ کو موڑا اور ٹھیک اسی پانی والے مقام پر ان کو لے آیا۔ وہاں آ کر دیکھا کہ نہ کوئی پانی کا حوض ہے، نہ پانی کا کوئی نشان ہے۔ میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا۔ بخدا! اگرچہ یہاں مجھے کوئی حوض نظر نہیں آ رہا تب بھی میں ضرور یہی کہوں گا کہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے ہم نے پانی لیا ہے۔ مگر آج سے پہلے کبھی میں نے اس مقام پر صاف اور شیریں پانی نہیں دیکھا تھا۔ حالانکہ اس وقت بھی پانی سے برتن لبریز تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ اے ابوسَہْمْ! بخدا یہی وہ مقام ہے۔ اس لیے مَیں یہاں آیا ہوں اور تم کو لے کر آیا ہوں۔ میں نے اپنے برتن پانی سے بھرے تھے اور ان کو اس حوض کے کنارے رکھ دیا تھا۔ میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کا معجزہ اور اللہ کی طرف سے نازل شدہ رحمت ہے تو میں معلوم کرلوں گا اور اگر یہ محض بارش کا پانی ہے تو اسے بھی معلوم کرلوں گا۔ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ واقعۃً اللہ کا ایک معجزہ تھا جو اس نے ہمیں بچانے کے لیے ظاہر کیا تھا۔ اس پر حضرت ابوہریرہؓ نے اللہ کی حمد کی۔ وہاں سے پلٹ کر پھر ہم اپنے راستے چلے اور ھَجَر آ کر پڑاؤ کیا۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۲۸۶ تا ۲۸۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیة لبنان ۲۰۱۲ء)
(فرہنگ سیرت صفحہ 123 زوار اکیڈمی کراچی)

حضرت عَلَاءؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو ایک خط لکھا تھا جو یہ ہے کہ امّا بعد اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے وادیٔ دَھْنَا میں پانی کا ایک چشمہ جاری کر دیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ کو یہ خبر پہنچی تو آپؓ نے یہ خط لکھا حالانکہ وہاں چشمہ کے کوئی آثار نہ تھے اور سخت تکلیف اور پریشانی کے بعد ہم کو اپنا ایک معجزہ دکھایا۔ حضرت عَلَاءؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو خط لکھا۔ اور پریشانی کے بعد ہم کو اپنا ایک معجزہ دکھایا جو ہم سب کے لیے نصیحت کا باعث ہے اور یہ اس لیے کہ اس کی حمد و ثنا کریں۔ لہٰذا اللہ کی جناب میں دعا مانگئے اور اس کے دین کے مددگاروں کے لیے نصرت طلب کیجیے۔ حضرت عَلَاءؓ پانی ملنے کے بعد، واقعہ ہونے کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو یہ رپورٹ بھجوا رہے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ اس سے دعا مانگی اور کہا کہ عرب ہمیشہ سے وادیٔ دَھْنَا کے متعلق یہ بات بیان کرتے آئے ہیں کہ حضرت لقمان سے جب اس وادی کے لیے پوچھا گیا کہ آیا پانی کے لیے اسے کھودا جائے یا نہیں تو انہوں نے اسے کھودنے کی ممانعت کی اور کہا کہ یہاں کبھی پانی نہیں نکلے گا تو اس وجہ سے اس وادی میں چشمہ کا جاری ہو جانا اللہ کی قدرت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے جس کا حال ہم نے پہلے کسی قوم میں نہیں سنا تھا۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۲۹۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیة لبنان ۲۰۱۲ء)

تو اس طرح کے معجزات بھی صحابہؓ کے ساتھ ہوتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر مہمات پر نکلتے تھے۔ بہرحال اس کا بقایا حصہ ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

(الفضل انٹرنیشنل 15/ جولائی 2022ء)

بقیہ: زمین ہموار کی گئی پر اعتراض...... از صفحہ 11

بقیہ: ...... از صفحہ 11

پر 0.005 انچ کی اونچ نیچ قابل قبول ہے اور ہوتی ہے۔ اور یہ کتنی ہموار سطح ہے، یہ جاننے کے لئے اگر تناسب نکالا جائے یعنی 2.25/0.005 تو یہ 0.002 ہوگا۔

اور دوسری طرف زمین کے قطر کی اوسط 12735 کلومیٹر ہے۔ اور زمین کا بلند ترین مقام ماؤنٹ ایورسٹ 8.85 کلومیٹر بلند ہے اور سب سے گہرا مقام Marianah Trench زمین سے 11 کلومیٹر نیچے ہے۔ اگر ہم زمین کے قطر کو اس تناسب سے ضرب دیں اور یہ فرض کریں کہ زمین کی سطح اتنی ہی ہموار ہے جتنی بلیرڈ کی بال تو زمین کی سطح پر 28 کلومیٹر بلند پہاڑ اور اتنی ہی گہری کھائیاں ہوسکتی ہیں جو کہ نہیں ہیں۔ چنانچہ اس حساب سے زمین نسبتی طور پر بلیرڈ کے بال سے بھی زیادہ ہموار یا smooth ہے۔ کچھ سائنسدان اس سے مختلف حساب پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہموار یا Smooth تو ہے لیکن اس سے کچھ کم ہموار ہے اور اسکے حق میں بھی دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کا ایک لنک نیچے درج کیا جا رہا ہے۔ اس کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

اگر سادہ الفاظ میں اس حقیقت کو بیان کیا جائے تو یوں بیان کیا جائے گا کہ اگر بلیرڈ کے کسی بال کو بڑا کر کے زمین جتنا کر دیا جائے تو وہ زمین سے زیادہ غیرہموار ہوگا۔ اور اگر زمین کو سکیڑ کر بلیرڈ کے بال جتنا کر دیا جائے تو زمین بلیرڈ کے بال سے زیادہ ہموار ہوگی۔

(https://www.discovermagazine.com/the-sciences/ten-things-you-dont-know-about-the-earth)

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس آیت کریمہ میں پہاڑوں کے نصب ہونے کے بعد ’’زمین کیسے ہموار کی گئی ہے‘‘ کے الفاظ ہیں کیونکہ اگر زمین بالکل ہی ہموار ہوتی اور اس میں پہاڑ بھی نہیں ہوتے تو پھر زمین کی سطح پر صرف پانی ہوتا اور انسانی زندگی وجود میں نہ آ سکتی۔ اور اگر دوسری انتہا پر بالکل ہی غیرہموار ہوتی تو بھی زندگی پورے کرہ ارض پر پھیل کر پنپ نہ سکتی۔ خلاصہ کلام یہ کہ زمین اس طریق پر اور پہاڑوں کی موجودگی کے باوجود اتنی ہی ہموار کی گئی ہے جتنی زندگی کے پنپنے کے لئے ضروری تھا۔

اس کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ تمام سیاروں کی سطح پر بڑے بڑے گڑھے جنہیں crater کہا جاتا ہے بنے تھے لیکن زمین کے متعلق یہ کہا جاتا ہے اس پر اس طرح کے بڑے بڑے crater نہیں نظر آتے جس طرح عطارد اور زمین کے چاند پر نظر آتے ہیں کیونکہ زمین پر موجود پانی، برسنے والی بارش اور ہوا اور دوسرے عوامل کی وجہ سے بیشتر crater غائب ہوگئے اور زمین پھر ہموار کر دی گئی تھی۔

اس موضوع پر بہت سی سائنسی تحقیقات کی بنیاد پر سائنسی نظریات نے جنم لیا ہے، ان سب کو ایک مختصر تحریر میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ قرآن کریم میں جہاں جہاں سائنسی نکات کا ذکر ہے، ان کے بارے کوئی بھی رائے قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان سائنسی علوم کے متعلقہ حقائق کا علم ہو۔ اس بنیادی علم کے بغیر کوئی با معنی رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے کچھ حصے

اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز

مؤرخہ 21 ستمبر 2014ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کا قافلہ آٹھ روزہ دورہ پر آئرلینڈ کے لئے روانہ ہوا، جہاں حضور انور نے اس ملک کی پہلی جماعت احمدیہ کی مسجد کا افتتاح فرمایا۔

مسجد فضل لندن سے روانگی

آج سے ایک سال پہلے آج کے دن ہی 21 ستمبر 2013ء کو حضور انور ایک طویل دورہ پر مشرق بعید اور آسٹریلیا کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ یہ دورہ ہر لحاظ سے نہایت بابرکت ثابت ہوا اور آج کی تاریخ میں ٹھیک ایک سال بعد حضور انور آئرلینڈ کے دورہ کے لئے روانہ ہو رہے تھے۔

حضور انور نے مسجد فضل لندن میں نماز ظہر و عصر ادا فرمائیں اور چند لمحات کے بعد حضور انور اور خالہ سبوحی اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لے آئے۔ احمدیوں کی ایک بڑی تعداد مسجد فضل لندن کے باہر حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھی۔

ایک دوست (مکرم ارسلان صاحب ابن مکرم قمر سلیمان صاحب) جو جلسہ پر پاکستان سے تشریف لائے تھے اور میرے کزن ہیں۔ حضور انور کے آئرلینڈ تشریف لے جانے پر ارسلان کہنے لگے۔ اب ایسا لگتا ہے کہ میرا لندن کا دورہ ختم ہو گیا ہے کیونکہ یہ سارا سفر بنیادی طور پر حضور انور کو دیکھنے کی خاطر تھا اور آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی غرض سے تھا۔ میں حضور انور کی محبت اور شفقت کو کبھی بھول نہ سکوں گا اور اس احساس کو بھی جو آپ کی قربت میں نصیب ہوا۔

جب حضور انور اپنی کار پر تشریف فرما ہونے کے لئے بڑھے تو آپ کی نظر محترم میر محمود احمد ناصر صاحب پر پڑی جو حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے لائن میں کھڑے تھے۔ حضور انور نے انہیں اپنے پاس بلایا جس پر محترم میر محمود احمد ناصر صاحب نہایت محبت سے حضور انور سے ملنے کے لئے آگے بڑھے اور اپنا سر حضور انور کے سینے پر اس طرح رکھا جس طرح ایک چھوٹا بچہ اپنا سر اپنی والدہ یا والد کے سینے پر رکھ دیتا ہے۔ یہ ایک نہایت جذباتی اور دل کو لبھانے والا منظر تھا، جہاں جماعت کے ایک بزرگ، جو حضور انور کے ماموں بھی ہیں خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں ایک چھوٹے بچے کی طرح بن جاتے ہیں تا کہ وہ حضور انور سے زیادہ سے زیادہ برکات سمیٹ سکیں۔ دعا کے بعد حضور انور اور آپ کا قافلہ 2 بجکر 45 منٹ پر مسجد سے روانہ ہوا۔ حضور انور براہ راست آئرلینڈ کا سفر اختیار نہیں فرما رہے تھے بلکہ ہماری پہلی رات کا قیام North Wales میں تھا جو Holyhead کے ساحلی شہر میں واقع ہے۔

لوکل احمدیوں کے تاثرات

23 ستمبر بروز منگل کو حضور انور نے دن کے اکثر حصے میں احمدی فیملیز کو ملاقات کے شرف سے نوازا۔ جس دوران یہ ملاقاتیں ہو رہی تھیں خاکسار کو چند لوکل احمدیوں سے ملنے اور تعارف حاصل کرنے کا موقع ملا۔

پہلے دوست جن کو میں ملا وہ ایک آئرش دوست تھے جن کا نام Aidan McManamy تھا اور عمر 28 برس تھی، جنہوں نے امسال فروری میں احمدیت قبول کی تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کی پرورش ایک کیتھولک خاندان میں ہوئی تھی لیکن انہوں نے کبھی بھی اپنے عقائد کو عملی طور پر نہیں اپنایا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ہر روز جماعت کے بارے میں نئی نئی باتیں سیکھ رہے ہیں لیکن اب انہیں ایسا لگتا ہے کہ جیسے انہیں سیدھا راستہ مل گیا ہو۔

انہوں نے یہ بھی بتایا کہ آئرلینڈ کی جماعت کے پاس ایک آئرش مقامی مبلغ ہیں، جس کی وجہ سے انہیں بہت مدد ملی ہے۔ ابراھیم نونن صاحب کو دیکھنے سے ان کی اس (احمدیت میں) منتقلی کو آسان بنا دیا ہے۔ حضور انور سے اپنی زندگی کی پہلی ملاقات سے چند لمحات قبل انہوں نے بتایا کہ

میں نے حضور انور کے بارے میں جانا ہے اور آپ کی بعض تقاریر کو سنا ہے اور میں دیکھ سکتا ہوں کہ آپ جو بھی فرماتے ہیں وہ ایک انسان کو سیدھی راہ کی ہدایت دینے والا ہے۔ میں نے یہ بھی پڑھا ہے کہ حضور انور کو باغبانی کا شوق ہے اور اس نے میری دلچسپی کو اور بھی بڑھا دیا ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نہ صرف یہ کہ ایک روحانی لیڈر ہیں بلکہ ایک عام انسان بھی ہیں۔

میری ملاقات مکرم میجر کلیم طاہر صاحب کے ساتھ بھی ہوئی جن کی عمر 42 سال اور تعلق Dublin سے تھا۔ ان کے ساتھ ان کا نو سال کا بیٹا عزیزم قاسم بھی تھا۔ مکرم کلیم صاحب پاکستان آرمی سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد تین سال قبل پاکستان سے آئرلینڈ تشریف لائے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اپنے بچپن میں انہیں خلیفہ وقت سے ملاقات نصیب نہیں ہوئی اور یوں انہیں نہایت مسرت اور فخر محسوس ہو رہا ہے کہ ان کا بیٹا حضور انور سے ملاقات کا شرف پا رہا ہے۔

ان کے بیٹے عزیزم قاسم نے بتایا کہ مجھے حضور انور سے ملنے کی بہت خوشی اور مسرت ہو رہی ہے لیکن میں کچھ nervous بھی ہوں۔ حضور انور کو ملنے سے میرا اسلام کے بارے میں علم بڑھے گا اور یوں ملاقات کے بعد میں ایسے لوگوں کو جو حضور انور سے نہیں ملے آپ کے بارے میں اور اسلام کے بارے میں بتاؤں گا۔

مکرم خضر حیات صاحب (بعمر 36 سال) حال ہی میں اٹلی سے آئرلینڈ شفٹ ہوئے تھے۔ وہ زندگی میں پہلی مرتبہ حضور انور سے ملاقات کا شرف پانے لگے تھے اور یقینی طور پر جذبات سے مغلوب تھے۔ انہوں نے بتایا۔

آج زندگی میں پہلی بار مجھے حضرت خلیفۃ المسیح سے ملنے کا موقع ملے گا اس طرح یہ میری زندگی کا سب سے بہترین دن ہے۔ میں اس وقت عجیب کیفیت میں ہوں جو میں نے اس سے پہلے کبھی محسوس نہیں کی۔ زندگی بھر جس چیز کی میں نے خواہش کی ہے اور خواب دیکھا ہے وہ آج پورا ہونے جا رہا ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ۔ جب میں حضور انور کے کمرے میں داخل ہوں گا تو مجھے حضور انور کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ مجھے صرف آپ کا مبارک چہرہ دیکھنے کی ضرورت ہے اور آپ کی بابرکت آواز براہ راست سننے کی خواہش ہے۔

اسی شام مجھے مشرق بعید کی ایک نہایت مخلص خاتون سے ملنے کا موقع ملا جو گزشتہ کچھ عرصہ سے آئرلینڈ میں رہائش پذیر ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ:

حضور انور کے یہاں تشریف لانے سے میں بہت زیادہ خوش ہوں۔ میں نے آپ کو کل تین میٹر کی دوری سے دیکھا اور مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں کس قدر خوش قسمت ہوں۔ حضور انور کو دیکھنے کے باعث میں زندگی کے ہر پہلو میں بہتر ہونا چاہتی ہوں اور نماز زیادہ اخلاص سے پڑھنے کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ میرا خیال تھا کہ میری ملاقات صبح کے وقت تھی اس لئے میں جلدی آ گئی تھی لیکن مجھے ابھی ابھی بتایا گیا ہے کہ یہ ملاقات شام کو ہو گی۔ دراصل یہ بھی ایک نعمت ہے کہ یہ ملاقات تاخیر سے ہو رہی ہے کیونکہ اس ملاقات میں ممکنہ طور پر میرے شوہر بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ وہ جماعتی کاموں میں اب زیادہ فعال نہ ہیں اور یہ بات میرے لئے سخت تکلیف کا باعث ہے۔ مجھے امید ہے کہ وہ آئیں گے کیونکہ حضور انور کو دیکھنے کی وجہ سے وہ بہتری کی طرف مائل ہوں گے۔

وہ شام میں دوبارہ تشریف لائیں اور ان کے شوہر پر حضور انور کی ملاقات کا جو اثر ہوا اس کے متعلق بتانے لگیں کہ میرے شوہر فرط حیرت میں گم تھے کہ حضور انور اپنے مرتبہ اور مقام کے باوجود اپنی روزمرہ زندگی میں سے وقت نکال کر جماعت کے جملہ احباب کو ملاقات کا شرف بخشتے ہیں اور سب سے ملاقات فرماتے ہیں اور جملہ سوالات، تحفظات اور مسائل کا تشفی بخش جواب عطا فرماتے ہیں۔ اس تجربہ نے میرے شوہر کو عمومی رنگ میں حیرت زدہ کرنے کے ساتھ ساتھ نہایت متاثر کیا جو حقیقت میں دل کو گرما دینے والا تجربہ تھا۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے، حضور انور سے ملاقات نے میرے ایمان کو مزید تقویت دی ہے اور مجھے عبادتِ الٰہی میں بہتری کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ یہ میرے لئے بہت خاص موقع تھا اور حقیقی طور پر یہ برکت نصیب ہوئی کہ اب میرے شوہر جلسہ سالانہ لندن میں شمولیت کے لئے بیتاب ہیں۔

میں ایک نوجوان جوڑے کو ملا، مکرم سلیم الرحمٰن (بعمر 28 سال) اور مکرمہ ھبۃ الباسط صاحبہ جو حضور انور سے ملاقات کے انتظار میں تھے۔ یہ دونوں حضور انور کو پہلی بار ملے تھے اور خوشی اور مسرت ان کے چہروں پر خوب عیاں تھی۔ حضرتِ خلیفۃ المسیح کو دیکھنے پر ان کی خوشی کی انتہا اس قدر تھی کہ لگتا تھا جیسے ان کو سانس لینے میں بھی دشواری ہو رہی ہو۔

مکرم سلیم الرحمٰن صاحب نے بتایا میں اس وقت اپنے جذبات کے بیان سے قاصر ہوں۔ میں جو خوشی محسوس کر رہا ہوں اس کے بیان کی طاقت نہیں رکھتا۔ تاہم اللہ کا شکر ادا کرنا ممکن نہیں کیونکہ جتنا ادا کریں ناکافی ہے۔

ان کی اہلیہ مکرمہ ھبۃ الباسط صاحبہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اپنی

ملاقات کے بارے میں انہوں نے بتایا جب میں حضور انور کے سامنے بیٹھی تھی تو مجھے ایسا لگا جیسے کوئی نہ دیکھی جانے والی چیز ہے جس نے ہمیں حضور کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی نہ دیکھا جا سکنے والا تعلق یا مقناطیس ہے۔ میں نے ایسا کبھی پہلے محسوس نہیں کیا۔حضور انور کا انداز گفتگو اس قدر محبت بھرا ہے کہ آپ کی موجودگی میں، میں اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پا رہی تھی۔حضور انور کو دیکھنے کے بعد میری خواہش ہے کہ ہر حوالہ سے اپنے اندر بہتری پیدا کروں۔ میں کوشش کروں گی کہ اپنی کمزوریوں پر قابو پاؤں۔یقینی طور پر میرے جذبات ناقابل بیان ہیں۔

ایک آئرش پولیس مین کے تاثرات

حضور انور کے دورہ کے دوران آئرش پولیس جس کا نام ’’Garda‘‘ تھا، نے حضور انور کی عزت وتکریم میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ وہ مستقل طور پر ہوٹل میں موجود رہے تا کہ سیکیورٹی کے جملہ انتظامات پر نظر رکھ سکیں۔

ایک شام کو میری ملاقات ایک افسر Sergeant Vincent Connolly سے ہوئی اور انہوں نے حضور انور کے دورہ کے بارے میں اپنی سوچ اور تاثرات کا اظہار کیا۔

Sergeant Vincent Connolly نے بتایا ہم ’’Garda‘‘ یہاں آئرلینڈ میں اپنے آپ کو ’’امن کے رکھوالے‘‘ سمجھتے ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ حضور انور ہمیشہ امن کے پیغام کا پرچار کرتے ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ ہم حضور انور کو سہولت مہیا کر رہے ہیں کیونکہ آپ کا دورہ ہمارے ملک آئرلینڈ کے لئے بہت اہم ہے۔

دیگر احمدیوں کے جذبات

بعد ازاں اس دن دوبارہ ملاقات کا آغاز ہوا اور میں دیگر احمدی احباب سے ملتا رہا۔میری ملاقات نعیم چوہدری صاحب سے ہوئی جو اپنی فیملی کے ساتھ Peace Village کینیڈا سے حضور انور کی ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے۔

نعیم صاحب نے بتایا کہ ہم کینیڈا سے ہزاروں میل کا سفر کر کے صرف ایک مقصد کے لئے آئے ہیں۔۔۔۔اور وہ ہے حضور انور کو دیکھنا۔ جماعت احمدیہ کینیڈا بہت بڑی جماعت ہے اور اسی وجہ سے جب حضور انور تشریف لاتے ہیں تو آپ سے ملاقات کرنا ممکن نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ میں اپنی فیملی کو یہاں آئرلینڈ حضور انور سے ملوانے آیا ہوں۔

حضور انور جہاں بھی تشریف لے جاتے ہیں وہ پوری جماعت پر ایک دیرپا اثر چھوڑتا ہے اور ایک ولولہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بلکہ ایسے احمدی جو پہلے فعال نہیں ہوتے وہ بھی اپنے خلیفہ کی ایک جھلک دیکھنے پر روحانی طور پر تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ میں بہت سے لوگوں کو جانتا ہوں جن کی زندگی حضور انور کو دیکھتے ہی یکسر بدل گئی۔ میں ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ ہم کبھی بھی خلافت کی برکات سے محروم نہ ہوں اور اس حفاظت سے بھی جو اس (ڈھال) سے جڑی ہے۔

مکرم نعیم صاحب کے بیٹے عزیزم حزیم (بعمر 16 سال) نے بھی میرے ساتھ گفتگو کی۔ انہوں نے بتایا۔

حضور انور کو دیکھنا ایسا ہے کہ جیسے آپ کو ڈھال مل گئی ہو۔ ایسی ڈھال جو آپ کو برائیوں اور گناہوں سے بچاتی ہے۔ جب میں حضور انور کو دیکھتا اور سنتا ہوں تو یہ میرے ایمان باللہ کو مزید تقویت دیتا ہے۔ درحقیقت میں اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق محسوس کرتا ہوں جو پہلے کبھی نہیں کیا۔

(دورہ حضور انور آئرلینڈ 2014ء)

ابو نائل

ایک وضاحت

زمین ہموار کی گئی پر اعتراض

اس عاجز کا ایک مضمون بعنوان ’’حضرت عائشہ کی شادی پر اعتراض کا جواب کچھ حقائق کی روشنی میں‘‘ الفضل آن لائن مؤرخہ 11 جولائی 2022ء کو شائع ہوا تھا۔ اس میں بی جے پی کی سابق ترجمان نوپور شرما کے ایک انٹرویو پر تبصرہ کیا گیا تھا۔ اس کے پہلے ہی پیراگراف میں خاکسار نے لکھا تھا۔

’’یہ سب کچھ کہتے ہوئے نوپور شرما کو بہت غصہ آیا ہوا تھا اور جس لہجے میں بات کی جا رہی تھی، اس میں بعض الفاظ ناقابل فہم بھی تھے۔‘‘

اس انٹرویو کے جس حصہ میں قرآن مجید کی سورۃ 88 آیت 20 پر اعتراض کیا جا رہا تھا، اس کے ایک بعض جملوں کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ یہ کہنے کی کوشش کر رہی تھیں کہ Earth is Flat یعنی قرآن مجید میں یہ لکھا ہے کہ زمین چپٹی ہے۔ گو کہ کئی بار سننے پر بھی یہ واضح جملہ تو سنائی نہیں دیتا۔ البتہ ایک ناقابل فہم جملہ میں لفظ Flat ضرور سنائی دیتا ہے۔

اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ کہنے کی کوشش کی جا رہی تھی کہ قرآن مجید کی اس آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ زمین چپٹی ہے اور گول نہیں ہے تو یہ غلطی نوپور شرما کے اس انٹرویو کی باقی غلطیوں سے بھی زیادہ بڑی غلطی ہے۔ کیونکہ اس آیت کریمہ میں یہ مضمون بالکل بیان نہیں ہوا کہ زمین چپٹی، چوکور یا گول ہے بلکہ ایک بالکل مختلف سائنسی مضمون بیان ہوا ہے، جس پر اس دور کے سائنسدان بہت دلچسپ حقائق بیان کرتے ہیں اور کوئی بھی شخص جو کہ سائنسی تحقیق سے کچھ بھی دلچسپی رکھتا ہے اس حقیقت کو جانتا ہے۔ سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ قرآن مجید کی سورۃ نمبر 88 کی آیت نمبر 20 کون سی آیت ہے۔ کیونکہ عموماً غیر از جماعت شائع کردہ نسخوں میں بِسۡمِ اللّٰہِ کو کسی سورۃ کی آیات میں شامل نہیں کرتے اس لئے اس سورت کی آیت نمبر 20 اور 21 درج کی جاتی ہیں۔

وَاِلَی الۡجِبَالِ کَیۡفَ نُصِبَتۡ ﴿۲۰﴾ وَاِلَی الۡاَرۡضِ کَیۡفَ سُطِحَتۡ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کیسے گاڑے گئے؟ اور زمین کی طرف کہ وہ کیسے ہموار کی گئی؟

اس آیت کریمہ میں ’’سُطِحَتۡ‘‘ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ عربی لغت المنجد میں اس کا مطلب بچھانے یا ہموار کرنے کے بیان ہوئے ہیں۔ جیسا کہ ہر پڑھنے والا خود محسوس کر سکتا ہے کہ یہاں یہ مضمون بیان ہی نہیں ہو رہا کہ زمین گول ہے یا روٹی یا کسی تختہ کی طرح چپٹی ہے۔ اس آیت میں ایک مختلف سائنسی مضمون بیان ہو رہا ہے کہ زمین کو بچھایا گیا ہے یا ہموار کیا گیا ہے۔ جہاں تک بچھانے کا تعلق ہے تو اس میں تو کوئی اشکال ہی نہیں ہے کیونکہ جیولوجی کے علم میں deposition کے عمل کے لئے اس کے انگریزی متبادل الفاظ ’’Laying down‘‘ استعمال ہوتے ہیں۔ اب اس ترجمہ کی طرف آتے ہیں کہ زمین کی طرف دیکھو کہ وہ کیسے ہموار کی گئی ہے۔

ان سائنسی حقائق کا ذکر کرنے سے قبل یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ روزمرہ کی زبان میں بھی اگر ہم کسی گیند کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ اس کی سطح ہموار ہے جیسا کہ بلیرڈ کے بال کی سطح بہت ہموار ہوتی ہے تو اس سے مراد یہ تو نہیں ہوتا کہ یہ بال چپٹی ہو گئی ہے۔ اور یہ تو ہم روزمرہ کی بول چال میں خاص طور پر تعمیرات کے وقت یہ کہتے ہیں کہ زمین ہموار کر دی گئی ہے تو اس سے کیا یہ مراد ہوتی ہے کہ اب کرہ ارض ایک کرہ نہیں رہا بلکہ زمین چپٹی ہو گئی ہے؟

جیسا کہ ہم جانتے ہیں اور کسی بھی لغت سے دیکھا جا سکتا ہے کہ انگریزی میں ہموار ہونے کو Smooth ہونا کہتے ہیں۔ اور اس سے الٹ Roughness کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اور اب اس تحریر میں یہی لفظ استعمال کیا جائے گا کیونکہ سائنسی لٹریچر میں یہی لفظ استعمال ہوا ہے۔ اور خواہ کوئی گیند ہو یا زمین جیسا کوئی کرہ ہو اس کی سطح کے ہموار ہونے یا اس کی smoothness کو سائنسی فارمولوں سے ماپا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں ایک ریسرچ پیپر کا لنک نیچے درج کیا جاتا ہے۔

(https://www.researchgate.net/publication/268722321_Measures_of_Smoothness_on_the_Sphere)

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ مختلف گیندوں میں بلیرڈ کا بال زیادہ ہموار سطح کا بال سمجھا جاتا ہے۔ اور مختلف سائنسدان اور ریاضی دان یہ دلچسپ بحث اٹھاتے ہیں اور اس کی تائید میں سائنسی اعداد و شمار پیش کرتے ہیں کہ اصل میں زمین کی سطح بلیرڈ کے بال سے بھی زیادہ ہموار سطح ہے مگر کیوں؟ اس غرض کے لئے کچھ سائنسی تفاصیل میں جانا پڑے گا۔ بلیرڈ کے بال کا معیار یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا قطر 2.25 انچ یعنی سوا دو انچ ہوتا ہے اور اس کا مقرر کردہ معیار یہ ہے کہ اس کے بال

بقیہ صفحہ 9 پر

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

دعا کا تحفہ

ظالم بستی کے اہل کے ظلم سے بچنے اور ہجرت کی دعا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ (جن کی والدہ امّ فضل ابتدائی زمانے میں ایمان لے آئی تھیں) بیان کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ کے مکہ سے ہجرت کر جانے کے بعد میں اور میری والدہ بھی مکہ کے ان کمزور بچوں اور عورتوں میں شامل تھے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے کہ وہ ہجرت کے لئے نصرت الٰہی کی دعائیں کرتے ہیں (بخاری کتاب التفسیر) فتح مکہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان مظلوموں کو اہل مکہ کے ظلم سے نجات دی۔

رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةِ الظَّالِمِ اَهۡلُهَا‌ ۚ وَاجۡعَلْ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجۡعَلْ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ نَصِيۡرًا ﴿۷۶﴾

(النساء:76)

اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال اور اپنی جناب سے ہمارا کوئی دوست بنا (کر بھیج) اور اپنے حضور سے (کسی کو) ہمارا مددگار بنا (کر کھڑا کر)

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 20)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

فقہی کارنر

سنتیں پڑھنے کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا معمول

حضرت شیخ یعقوب علیؓ عرفانی روایت کرتے ہیں کہ:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معمول شروع سے یہ تھا کہ آپ سُنن اور نوافل گھر پر پڑھا کرتے تھے اور فرض نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھا کرتے رہے۔ یہ التزام آپ کا آخر وقت تک رہا۔ البتہ جب کبھی فرض نماز کے بعد دیکھتے کہ بعض لوگ جو پیچھے سے آکر جماعت میں شریک ہوئے ہیں اور ابھی انہوں نے نماز ختم نہیں کی اور راستہ نہیں ہے تو آپ مسجد میں سنتیں پڑھا کرتے تھے یا کبھی کبھی جب مسجد میں بعد نماز تشریف رکھتے تو سُنن مسجد میں پڑھا کرتے تھے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عام عادت تھی ایک زمانہ میں بعض طالب علموں نے اپنی کوتاہ اندیشی سے سمجھ لیا کہ شاید سنن ضروری نہیں۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے 27 ذی الحجہ 1326 ہجری کے درس قرآن مجید میں فرمایا:

حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی عادت تھی کہ آپ فرض پڑھنے کے بعد فوراً اندرونِ خانہ چلے جاتے تھے اور ایسا ہی اکثر میں بھی کرتا ہوں۔ اس سے بعض نادان بچوں کو بھی غالباً یہ عادت ہوگئی ہے کہ وہ فرض پڑھنے کے بعد فوراً مسجد سے چلے جاتے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ وہ سنتوں کی ادائیگی سے محروم ہو جاتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت صاحب (علیہ السلام) اندر جاکر سب سے پہلے سنتیں پڑھا کرتے تھے۔ ایسا ہی میں بھی کرتا ہوں۔ کوئی ہے جو حضرت صاحبؑ کے اس عمل درآمد کے متعلق گواہی دے۔ اس پر صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب جو حسب العادات مجلس درس میں تشریف فرما تھے کھڑے ہوئے اور باآواز بلند کہا بے شک حضرت صاحب کی ہمیشہ عادت تھی کہ آپ مسجد جانے سے پہلے گھر میں سنتیں پڑھ لیا کرتے تھے اور باہر مسجد میں جاکر فرض ادا کر کے گھر میں آتے تو فوراً سنتیں پڑھنے کھڑے ہوتے اور نماز سنت پڑھ کر پھر اور کوئی کام کرتے۔ ان کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے بھی یہی شہادت دی اور ان کے بعد حضرت میر ناصر نواب صاحب نے ان کے بعد صاحبزادہ میر محمد اسحاق صاحب نے اور پھر حضرت اقدس علیہ السلام کے پرانے خادم حافظ علی صاحب نے بھی اپنی عینی شہادت کا اظہار کیا۔ (ایڈیٹر)

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت یعقوب علی عرفانی صفحہ 66-67)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

دین کو دنیا پر مقدم رکھو

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے پیغمبر خدا ﷺ کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 409)

ایک سبق آموز بات

سیرالیون کی کریول زبان کی کہاوت ہے کہ چیمپنزی (بندر) کی ناک کو جیسا مرضی خوبصورت بنانے کی کوشش کی جائے وہ بدنما ہی رہے گی۔ (بی بی سی افریقہ)

بظاہر اس کہاوت میں استعمال ہونے والی مثال بری ہے لیکن اس کہاوت کا مطلب ہے کہ اگر کسی بری سمجھی جانے والی بات یا کام کو جیسا مرضی خوبصورت کر کے پیش کیا جائے وہ برا ہی ہو گا۔ بعض لوگ مثلاً مختلف سیاستدان اپنے بعض فیصلوں یا پالیسیوں کی افادیت میں آسمان سے قلابے ملاتے ہیں حالانکہ بادی النظر میں ہی ہر کس و ناکس کو ان کی خرابیاں معلوم ہوتی ہیں۔ اسی طرح جنگی حالات تھوپنا بھی بظاہر جابر ملک کے لئے آسان ہوں لیکن ایسے حالات کا بدصورت چہرہ ہر کسی کو معلوم ہے۔

ذیشان محمود۔ سیرالیون

طلوع وغروب آفتاب

18جولائی2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:23	19:05
مدینہ منورہ	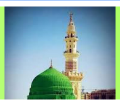	04:15	19:12
قادیان		03:59	19:34
ربوہ		03:39	19:14
اسلام آباد ٹلفورڈ	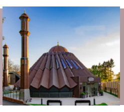	03:39	21:10